مسلمان بچوں اور بچیوں کی تعلیم کیلئے
اسلامی تاریخ کی مختصر کتاب
ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
مع
اسلامی عقائد
از
سید محمد میاں صاحب، سابق مدرس مدرسہ شاہی مراد آباد (انڈیا)
مکتبہ رشیدیہ قاری منزل پاکستان چوک کراچی
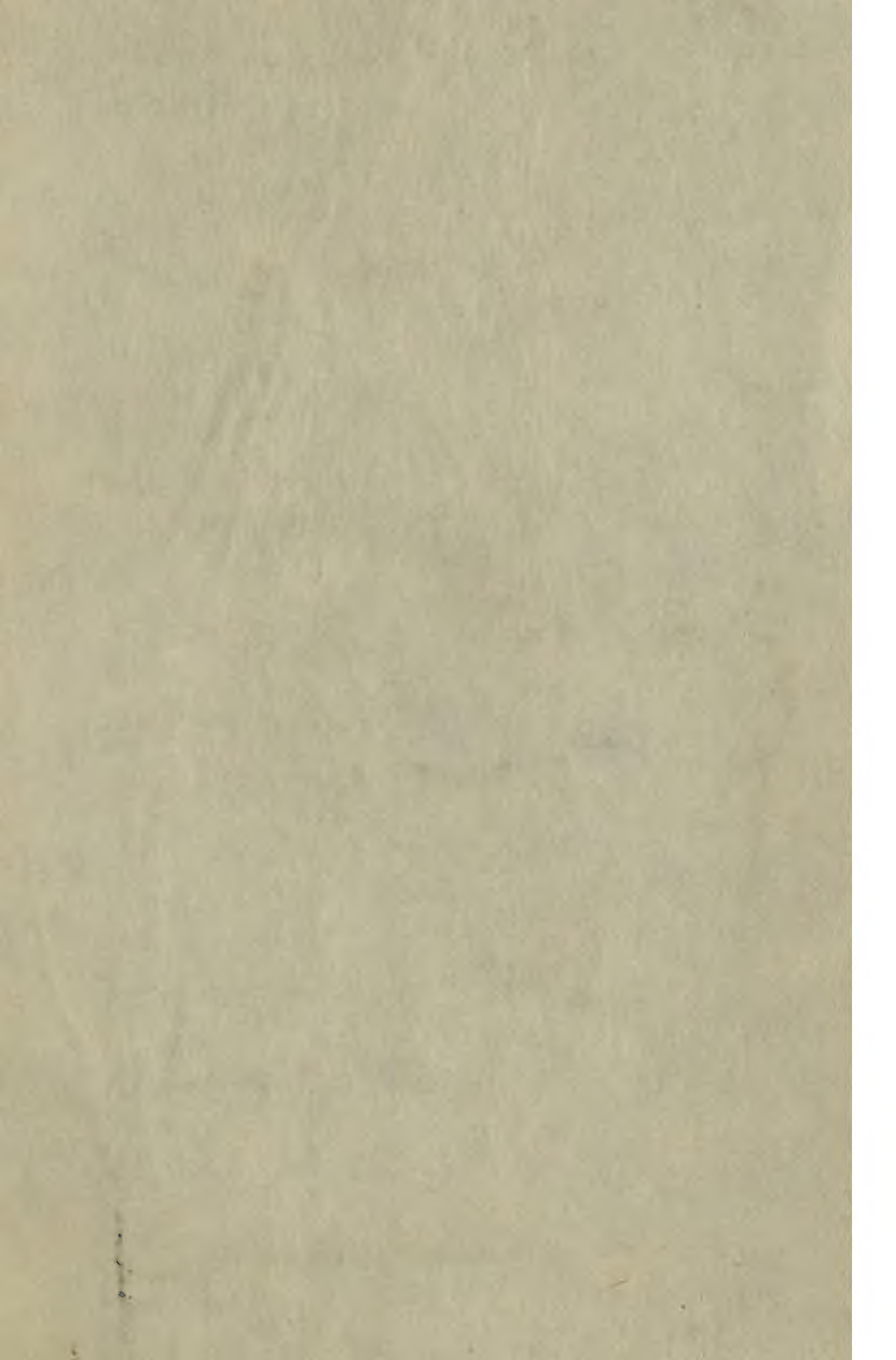
مسلمان بچوں اور بچیوں کے لئے

اسلامی تاریخ کی مختصر کتاب

(۱)

ہمارے پیغمبرؐ
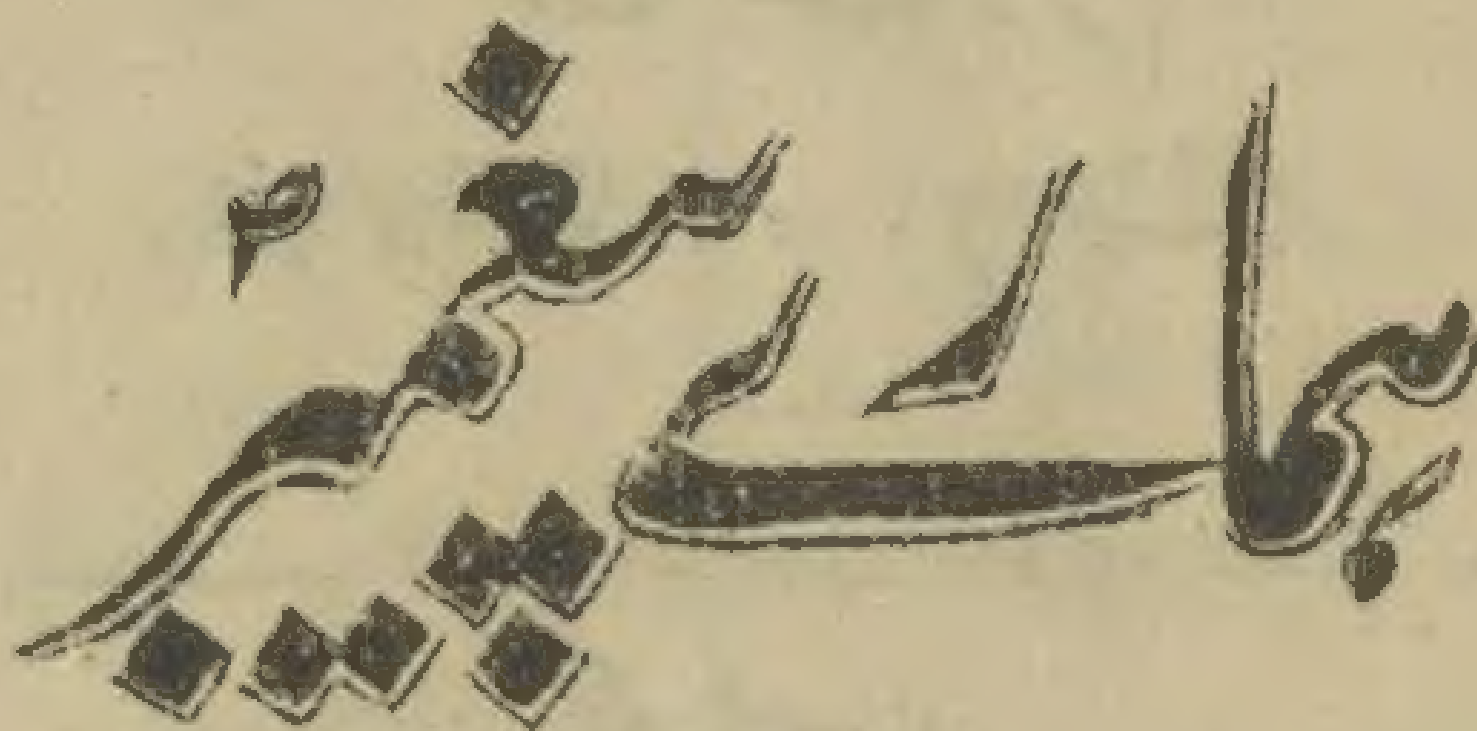
(۲)

اسلامی عقائد

از

مولانا سید محمد میاں صاحب مدظلہ

شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی (انڈیا)

ناشر

مکتبہ رشیدیہ قاری منزل پاکستان چوک کراچی ۱
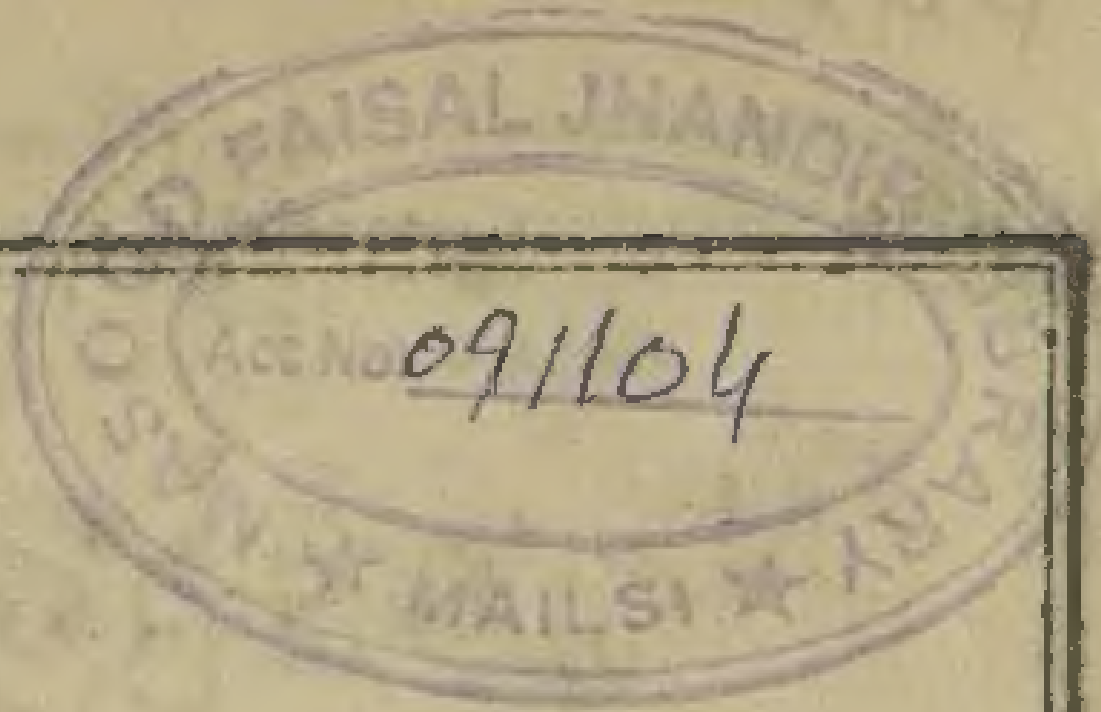
اشاعت دُوم

ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۶ھ ، مارچ سنہ ۱۹۶۷ء

تعداد اشاعت دوم

ایک ہزار

صفحات

اسّی

کتابت

سید دلشاد حسین

طباعت

ایجوکیشنل پریس کراچی

قیمت

فہرست مضامین ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
کلمۂ طیبہ اور اس کی تفسیر،	۷	رنج وغم کا سال،	۲۳
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۸	معراج شریف،	۲۴
کی مبارک زندگی کے مختصر حالات	۹	ہجرت، وطن سے جدائی،	۲۵
ولادت،	"	سوالات وجوابات،	۳۰
شیرخوارگی،	"	ہجرت کے بعد نبی رحمت مدینہ میں	۳۲
تجارت،	۱۱	نئی نئی مشکلیں، مدینہ منورہ	"
نکاح،	۱۳	کی پارٹیاں،	
نبوت،	۱۴	بستیوں کا انتظام،	۳۳
تبلیغ،	۱۵	لڑائیوں کا آغاز،	۳۴
ہجرتِ حبشہ،	۱۷	بدر کی لڑائی،	۳۵
بائیکاٹ	۱۸	اسلام کا رحم وکرم،	۳۶
امتحان پر امتحان اور ثابت قدمی	۲۰	غطفان کا واقعہ،	۳۷
کی آزمائش،		اُحد کی لڑائی،	۳۹
سچائی کا خفیہ کارنامہ،	۲۱	خندق کی لڑائی،	۴۱

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
خونِ بے گناہ، بیرِ معونہ کا واقعہ،	۴۲	حجِ اسلام	۵۴
حدیبیہ کا واقعہ،	۴۵	حجۃ الوداع یعنی رخصتی حج،	۵۵
خیبر کی لڑائی،	۴۶	آفتابِ اسلام مغرب میں،	۶۱
فتحِ مکہ،	۴۶		
خدا کے گھر میں تین سو ساٹھ بُت،	۴۸	**دوسرا حصہ**	۶۴
موتہ کی لڑائی،	۴۹	خدا کے متعلق عقائد،	۶۴
عیسائیوں سے جنگ کا آغاز،	۴۹	فرشتے،	۶۸
نظم،	۵۲	نبی یا رسول،	۶۸
تبوک کی لڑائی،	۵۳	خدا تعالیٰ کی کتابیں،	۷۱
عیسائیوں سے دوسری جنگ،	"	تقدیر،	۷۴
افلاس، تنگدستی اور مسلمانوں کی ہمت،	"	فرائض اور احکام،	۷۴

تمام شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

زیرِ نظر کتاب حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب مدظلہٗ مصنف "علمائے ہند کا شاندار ماضی" و دیگر کتب، کی تصنیف ہو جس میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کو مختصر اور آسان اردو میں بیان کیا گیا ہے،

کتاب کے مصنف تو ہندوستان میں ہیں لیکن اُن کے صاحبزادے (خلیفہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہٗ) مولانا سید حامد میاں صاحب مدظلہٗ مہتمم جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور (پاکستان) میں مقیم ہیں، اُن کی اجازت سے یہ کتاب شائع کی جا رہی ہے، میں حضرت مولٰنا کا بہت ہی ممنون ہوں کہ انھوں نے اس کی اجازت دیکر اس کا فائدہ عام کر دیا، ورنہ ابتک یہ کتاب ہندوستان میں چھپ رہی تھی اور اہلِ پاکستان اس سے محروم تھے،

یہ کتاب بچوں، بڑوں اور عورتوں غرض یہ کہ سب کے لئے یکساں مفید ہے، اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ یہ کتاب خود بھی پڑھے اور اپنے بچوں کو بھی پڑھائے، تاکہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا علم ہو جائے، اور اپنے مذہب سے بیگانہ نہ ہوں،

قاری شریف احمد غفرلہٗ

ربیع الاول سنہ ۱۳۸۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

کلمہ طیبہ اور اس کی تفسیر

سوال ، تمہارا مذہب کیا ہے ؟
جواب ، اسلام ،
سوال ، مذہب کے اعتبار سے تمہارا کیا نام ہے ؟
جواب ، مسلمان ،
سوال ، اسلام کا کلمہ کیا ہے ؟
جواب ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم)،
سوال ، کلمہ کے معنی بتاؤ ؟
جواب ، اللہ کے سوا کوئی پوجا کے لائق نہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، اللہ کے رسول ہیں ،
سوال ، کلمہ کا مطلب بتاؤ ؟

جواب ، اللہ ایک ہی، اللہ کے سوا کسی کو پوجنا یا کسی سے پوجنے کا برتاؤ کرنا جائز نہیں ، اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں ،

سوال ، اس کلمہ کا نام کیا ہے ؟

جواب ، کلمہ طیبہ[1] ،

سوال ، اللہ یا خدا کون ہے ؟

جواب ، خدا وہ ہے جس نے ہم کو ، ہمارے ماں باپ ، اولاد ، جائداد گائے بیل ، تمام جان داروں کو ، زمین کو ، آسمان کو ، تاروں کو ، چاند کو ، سورج کو غرض تمام چیزوں کو پیدا کیا ،

جس کے حکم سے آفتاب نکلتا ہے ، اور چھپتا ہے ، ہوائیں چلتی ہیں ، بارش برستی ہے ، غلہ پیدا ہوتا ہے ، جو سب کو پالتا ہے ، روزی دیتا ہے ، مارتا ہے ، جلاتا ہے ،

جس نے رنگ برنگ کے پھول پیدا کیے ، اُن میں قسم قسم کی خوشبو رکھی ، پھلوں میں طرح طرح کے مزے رکھے ، رنگ برنگ کی پتیاں بنائیں ، ہر ہر چیز کو الگ الگ

[1] ھدایت :۔ کلمہ طیبہ کا ترجمہ اس طرح کرایا جائے تاکہ ہر لفظ کے الگ الگ معنی بھی یاد ہو جائیں :۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ،

نہیں کوئی معبود سوا اللہ کے ، محمد رسول ہیں اللہ کے ۔

صورت دی، انسان کو عقل دی، علم دیا، بڑی ہے اس کی قدرت، پاک ہے اس کی ذات، نہیں کوئی معبود اس کے سوا،

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سوال، خدا کے پیارے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں پیدا ہوئے؟ کس دن؟ اور کس وقت؟

جواب، مکہ شہر میں، پیر کے دن، صبح کے سہانے وقت،

سوال، شہر مکہ کہاں ہے؟

جواب، ملک عرب میں، جہاں حاجی حج کرنے جاتے ہیں،

سوال، ہم سے عرب کا ملک کس طرف ہے؟

جواب، پچھم کی طرف،

سوال، خدا کے پیارے رسولؐ کے باپ، ماں اور دادا کا نام کیا تھا؟

جواب، ماں کا نام حضرت آمنہؓ، باپ کا نام حضرت عبداللہؓ، دادا کا نام عبدالمطلب،

سوال، آپؐ کی برادری کا نام کیا تھا؟ اور خاندان کو کیا کہتے تھے؟

جواب، برادری کا نام قریش تھا، اور خاندان یا کنبہ کو بنو ہاشم کہتے تھے،

مبارک زندگی کے مختصر حالات

ولادت اور شیر خوارگی

وہ پیر کا دن کیسا پیارا تھا، وہ صبح کا وقت کیسا سہانا تھا، جب پہلوٹے آمنہؓ سے ایک مبارک بچہ پیدا ہوا، بچہ کیا تھا، نور تھا، برکتوں کا پتلا تھا، ماں کو پہلے ہی خیال ہو گیا تھا کہ ہونے والا بچہ بہت اچھا ہو گا، تعریفوں کے لائق ہو گا، پیدا ہوتے ہی آحمدؐ نام چھانٹا ... (تعریفوں کے بہت لائق)، دادا نے دیکھا تو محمدؐ نام پکارا، کہ اس بچہ کی دنیا جہان میں تعریف کی جائے گی،

کچھ دن ماں کی گود میں رہے، پھر عرب کے دستور کے بموجب گاؤں کی دودھ پلائیاں آئیں، اور عورتوں نے امیروں کے بچے لئے حضرت حلیمہؓ ایک نیک بی بی تھیں، وہ رہ گئیں مجبوراً انھوں نے اس یتیم بچہ کو لے لیا، مگر تقدیر پکاری کہ یہ یتیم موتی ہے، برکتوں سے حلیمہؓ کا گھر بھر گیا، اُس کے گاؤں پر رحمت کی بارش ہونے لگی،

دو سال حضورؐ نے دودھ پیا، آپؐ ہمیشہ داہنی طرف سے دودھ پیتے، بائیں طرف دوسرے (دودھ شریک) کا حصہ تھا، فطرۃً آپ پسند نہ فرماتے کہ اس کے حصہ میں دخل دیں، گویا انصاف آپؐ کا پیدائشی خاصہ تھا،

پاؤں چلنے لگے تو دودھ شریک بھائیوں کے ساتھ آپؐ بھی بکریاں چرانے چلے جاتے، گویا کما کر کھانا آپؐ کی پیدائشی عادت تھی،

یادرکھو! انصاف اور پاک کمائی نیکی کی جڑ ہیں، اور مسلمان کی پیدائشی خصلتیں،

بچپن تقریباً چار سال بعد پھر یہ موتی آغوشِ آمنہؓ میں آیا! آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے لگا، دل کو سرور، کچھ دن نہ گذرے تھے کہ حضرت آمنہؓ اپنے رشتہ داروں میں مدینہ گئیں، قدرت نے کہا موتی ہمارا ہے، ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے،

واپس ہوتے وقت آمنہؓ کی وفات راستہ ہی میں ہوگئی، ظاہری طور پر دادا نے پرورش شروع کردی، اور اُمِّ ایمنؓ نے خدمت کرنی شروع کی، مگر قدرت کو کب گوارا تھا کہ اس کا قیمتی موتی کسی کی پرورش کا احسان اٹھائے، حضورؐ کی عمر آٹھ سال کی ہوگی، کہ دادا کی بھی وفات ہوگئی،

"دیکھو! مصیبت کو شکست مت سمجھو، یتیموں سے محبت کرو، بے وارثوں کی پرورش کرو، تمھیں کیا خبر کہ وہ کس بلندی پر پہنچیں گے، قدرت نے اُن میں کیسے کیسے جوہر رکھے ہیں!"

سنِ شعور چچا تو گیارہ بارہ تھے، مگر ان سب میں ابوطالب کو زیادہ تعلق تھا، حضورؐ اُن کے ساتھ رہنے لگے،

آٹھ نو برس کی عمر ہی کیا ہوتی ہے، مگر سنجیدگی گویا گھٹی میں پڑی تھی، نہ دنگا، نہ شرارت، نہ رونا، نہ جھینکنا، نہ ضد تھی نہ ہٹ،

بچّے دنگا شرارت، شور وغوغا کرتے، مگر آپؐ ہمیشہ خاموش رہتے، کھانا کھانے کے وقت بچّے ضد کرتے، مگر آپؐ چپ چاپ ادب سے چچا کے ساتھ کھانا کھاتے،

بچّے دنیا کے ہوتے ہیں، مگر اس بچہ کی شان ہی نرالی تھی، آٹھ نو سال کے جی میں یہ فکر ہوگئی کہ اپنا بوجھ چچا پر نہ ڈالیں، چنانچہ مزدوری پر بکریاں چرانی شروع کردیں، بارہ سال کی عمر ہوئی تو چچا کے سر ہوگئے کہ آپ کے ساتھ تجارت کے لئے ہم بھی شام جائیں گے، خدا نے شام کے سفر میں اپنی قدرت کے انوکھے کرشمے دکھائے، شام سے واپس ہوئے تو پھر اپنے کام میں لگ گئے،

"دیکھو بچو! تم بھی شرارت مت کرو، بزرگوں کا ادب کرو، ہمیشہ تہذیب سے رہو، تھیٹر، سنیما، ناچ گانا باجا، سانگ وغیرہ وغیرہ لغو اور بیہودہ کام ہیں، خدا کو بھلا دیتے ہیں، دل کو کالا کرتے ہیں، اُن سے دین دنیا دونوں کی بربادی ہے، تم اُن پر لعنت بھیجو، دل سے نفرت کرو، بیہودہ اور لغو کاموں میں پڑنا مسلمان کا کام نہیں"

تجارت تجارت شریفانہ پیشہ ہے۔ لیکن روپیہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کے پاس نہ تھا، اسی شہر میں ایک بیوہ عورت تھیں، جن کا نام تھا خدیجہؓ، خدا نے دولت بہت کچھ دی تھی، ہمیشہ سے تجارت ہوتی چلی آئی تھی، مگر اب کوئی نہ تھا جو کام سنبھالتا،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اُس وقت چوبیس پچیس برس کی تھی، سچائی، امانتداری اور معاملہ فہمی خداداد تھی، روز روز کے تجربہ نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا، اپنے پرائے سب ہی گرویدہ ہو گئے، ہر شخص کی زبان پر صادق (سچا) اور امین (امانتدار) کا لقب تھا، اور عموماً اسی لقب سے آپؐ پکارے جاتے تھے،

اس بیوہ کا مقدر سامنے تھا، خوش نصیبی کا تارہ چمکا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اس کے کانوں تک پہنچی، جان پہچان والے آدمیوں کو بیچ میں ڈال کر سوداگری کی بات چیت کی، اور تجارت کا کاروبار حضورؐ کے سپرد کر دیا،

عرب کے سوداگروں کا دستور تھا وہ شام جا کر اپنا مال بیچا کرتے تھے، آپؐ نے بھی سفر کا انتظام کر لیا اور شام کو روانہ ہو گئے،

خدیجہؓ تھیں تو عورت، مگر تھیں بڑی ہوشیار، میسرہؓ نامی ایک غلام کو ساتھ کر دیا، بہانہ تو خدمت کا تھا، مگر مطلب یہ تھا کہ نگرانی ہوتی رہے،

لیکن جس کا نام محمد تھا (صلی اللہ علیہ وسلم) سچائی اور دیانتداری کا پتلا تھا، برکتیں اس کے پاؤں چومتی تھیں، اس تھوڑے سے

مال میں تگنا چوگنا نفع ہوا، سچائی، محبت اور اخلاق کا وہ نمونہ پیش کیا کہ میسرہ عاشق ہو گئے،

"دیکھو! تجارت مسلمانوں کا اصل پیشہ ہے، دیانت اور امانت اس کا اصلی سرمایہ ہے، تم سچے اور امانت دار رہو، اخلاق سے پیش آؤ، دنیا تم پر عاشق ہو گی"

نکاح حضرت خدیجہؓ نے جب اپنے غلام کی زبانی سفر کے حالات سنے تو یقین کر لیا کہ ان وصفوں کا مالک، یہ ہونہار جوان بہت بڑے رتبہ کا آدمی ہو گا،

کچھ نکاح کا اشارہ ہوا، اگرچہ خدیجہؓ چالیس سالہ عورت تھیں اور حضورؐ نوجوان تھے، صرف پچیس سال کی عمر تھی، خاندان ایسا کہ سارا عرب اس کی عزت کرتا تھا، عادت، مزاج ایسا کہ بوڑھے جوان سب ادب و لحاظ کرتے، نام نہ لیتے، امین یا صادق کہتے، تجارت سب سے بڑی چیز تھی، اس کے آپؐ ماہر تھے،

غرض آپؐ جس عورت کے لئے اشارہ کرتے اس کے ماں باپ فخر کرتے، اور سو جان سے منظور کرتے، مگر اللہ و لے دلارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو صرف نکاح کرنا تھا، نفسانی خواہش نہ تھی، اُن کی درخواست کو قبول فرما لیا،

نکاح ہوگیا، اولاد ہوئی، عادتیں کچھ ایسی پیاری تھیں کہ جُوں جُوں دن گذرتے جاتے، خدیجہؓ دُلارے محمدؐ پر سو جان سے قربان ہوتی جاتیں، مگر آپؐ اپنا مَن خدا کے دھیان میں لگاتے جاتے، یہ مَن کی لگن ایسی بڑھی کہ آپؐ اکثر حرا پہاڑ کے ایک غار میں رہنے لگے، وہیں خدا کی یاد کرتے رہتے، ضرورت کے بموجب گھر آتے، بال بچّوں کی خبر لیتے،

"مسلمان کے دو نوں کام ہیں، اللہ کی یاد کرنا، اور بال بچّوں کی خبر رکھنا، کسی ایک کا ہو کر دوسرے کو چھوڑ دینا مسلمان کی شان نہیں"

نبوّت اب نکاح کو چودہ^{۱۴} برس سے زائد ہو چکے، حضورؐ کی عمر چالیس برس ایک دن کی تھی، پیر کا دن تھا، خدا کی یاد میں اسی غار میں آپؐ تشریف رکھتے تھے، کہ خدا کا فرشتہ جس کا نام جبرئیل علیہ السلام ہے آیا، خدا کا پیام پہنچایا، اور آج سے آپؐ نبی ہوگئے، مگر عمر بھر میں ایک نیا واقعہ تھا، خدا کا پیام معمولی چیز نہیں،

گھر آئے، طبیعت پر بڑا اثر تھا، دل کانپ رہا تھا، آپ نے ڈھانپ لینے کا حکم کیا، اور پورا واقعہ سُنایا، خدیجہؓ واری ہوئیں، کہا، آپؐ سچّے نبی ہیں، میں سب سے پہلے ایمان لاتی ہوں،

صدیقِ اکبر حضرت ابوبکر، حضرت اُمّ ایمن، حضرت زید بن حارثہؓ

حضرت علی رضی اللہ عنہم، یعنی گھر کے آدمی اور خاص دوست، جو رات دن حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھتے تھے، وہ تو پہلے ہی فریفتہ تھے، خبر پاتے ہی سب ایمان لے آئے،

تبلیغ اب حرا پہاڑی کا غار چھوٹا، گلی کوچوں، بازاروں، میلوں میں وعظ شروع ہوا، لوگوں میں ہٹ دھرمی اور اپنے باپ دادا کی رسم کی اتنی پچ تھی کہ اللہ کو ایک جاننا اور آپؐ کو نبی ماننا ان کو موت معلوم ہوا، انھوں نے مخالفت کی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن بن گئے،

ایک دفعہ حضورؐ نے کچھ لوگوں کو اکٹھا کیا، جب آدمی جمع ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا اگر میں یہ کہوں کہ "اس پہاڑ کے پیچھے ایک فوج ہے جو ابھی ابھی تم پر حملہ کرنے والی ہے" تو تم سچ جانو گے یا جھوٹ؟ سب بولے، سچ، کیونکہ آپؐ سچے ہیں، امانت دار ہیں، حضورؐ نے فرمایا: "دیکھو! موت کا لشکر تمھارے پیچھے ہے، میں تم کو خدا کے غضب سے ڈراتا ہوں، میں سچ کہتا ہوں، اللہ ایک ہے، میں اس کا نبی ہوں، تم بھی اقرار کرو، بُتوں کی پوجا چھوڑ دو، ایک اللہ کی پوجا کیا کرو، اس کے حکم کو مانو، بُری باتوں سے نفرت کرو، نجات پالو گے۔"

لیکن ان لوگوں کے دل کفر کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے۔ غرور اور تکبر سے دماغ خراب ہو گئے تھے، کچھ سمجھ میں نہ آیا، وہ ہنس دیئے، توبہ توبہ۔ چچا ابولہب پکارا: محمدؐ! تیرا ناس ہو،

تو نے اسی واسطے ہمیں بلایا تھا؟ لیکن خدا کا قہر پکارا: ابولہب! تیرا ہی ناس ہو، آخر کار سب اُٹھ کر چلے گئے،

"مسلمانو: حق بات کہو، اگرچہ دوست دشمن بن جائیں
خدا لگتی کہو، اگرچہ اپنے پرائے ہو جائیں، دنیا کی
مصیبت چند روزہ ہے، آخرت کی تکلیف بہت
سخت اور دیر پا، اس سے ڈرو جو بہت سخت ہی (معاذ اللہ)"

اِدھر سے تبلیغ اور اُدھر سے نفرت، دونوں میں دن بدن زیادتی تھی، نفرت اس حد کو پہنچی کہ مکہ شہر کا بچہ بچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہو گیا، طرح طرح سے حضورؐ کو ستاتے، حضورؐ کے ساتھیوں پر ہزاروں مصیبتوں کے پہاڑ توڑتے، مسلمان اولاد کے حق میں خود ماں باپ جانی دشمن بن گئے، رشتہ داروں کے خون سفید ہو گئے، انتہا یہ تھی کہ مسلمان چھپ چھپ کر زندگی بسر کرتے، مکہ کی سرزمین پر ایک دو دن نہیں، دو چار مہینے نہیں، برسوں مسلمانوں نے مصیبتیں جھیلیں، بہت سے خدا کے پیارے انہی مصیبتوں میں خدا کو پیارے ہو گئے، مگر جو اسلام لاتا تھا خدا جانے اس کے دل میں سچائی کا نور کس قدر بھر جاتا کہ کبھی اس کا قدم نہ ڈگمگاتا،

بات یہ تھی کہ وہ اس بات کو کھلم کھلا جان لیتا کہ دنیا کی تمام مصیبتیں دوزخ کی آگ کے سامنے ہیچ ہیں، اس کو اللہ اور اس کے رسولؐ سے اتنی محبت ہو جاتی کہ تکلیفوں کو راحت سمجھتا،

مصیبت کے کانٹوں کو پھولوں کی پنکھڑیاں جانتا، لیکن اسلام بھی کیسا سچا اور پیارا مذہب ہے کہ ان مصیبتوں کو دیکھتے ہوئے بھی اس کے چاہنے والے بڑھتے ہی رہے،

"مسلمانو! تم دنیا کے لئے نہیں پیدا کئے گئے، تمہاری پیدائش کا مقصود عیش و عشرت نہیں، راحت و آرام کے لئے مسلمان پیدا نہیں ہوا، مسلمان صرف اس لئے پیدا ہوا ہے کہ وہ اللہ کے احکام زمین پر جاری کرے، دنیا کی تمام بادشاہتوں سے نفرت کرے، ایک خدا کی بادشاہت دنیا میں قائم کرے، وہ خداوندی فوج کا سپاہی ہے، عیش و راحت سپاہی پر حرام، راہِ خدا میں کٹنا اور مرنا اس کا خاص کام"

ہجرتِ حبشہ

کچھ سات برس بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو اجازت دی کہ اگر کسی دوسرے ملک میں جا کر جان بچ سکیں تو چلے جائیں۔ کچھ مسلمان جن کے لئے مکہ کا ذرہ ذرہ دشمن بن چکا تھا، جن کو رات دن جان کا خطرہ رہتا تھا، اس حکم کے بعد چار ناچار حبشہ چلے گئے، ان میں خاص خاص حضرات یہ تھے:-

۱۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، یعنی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی،

۲۔ اُن کے شوہر، ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ،

۳۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے بڑے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ (ہمارے پیغمبرؐ کے چچازاد بھائی)

۴۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ (ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ شریک بھائی)

ان حضرات کے علاوہ تقریباً ایک سو تیرہ ۱۱۳ بزرگ اور تھے، جو دو دفعہ کرکے حبشہ تشریف لے گئے: پہلی دفعہ گیارہ ۱۱ مرد چار ۴ عورتیں اور دوسری دفعہ تراسی ۸۳ مرد، اٹھارہ ۱۸ عورتیں،

بائیکاٹ

کافر، مسلمانوں کو ستانے سے تھکے تو نہ تھے، لیکن اُن کو حیرت تھی کہ ہماری کوششیں ناکام ہیں، مسلمان دن بدن بڑھ رہے ہیں، ناکہ بندی، وعظوں میں شور، ہر ایک راستہ پر دیکھ بھال، دروازہ تک کی نگرانی کہ کوئی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ نہ سکے، مسلمانوں کو طرح طرح سے ستانا، یہ سب کر لیا گیا، مگر مسلمان

دن بدن زیادہ میں، آخر کار بڑے بڑے کافر اکٹھے ہوئے، غور کیا، رائے ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر ڈالو، تب ہی اس قصہ کا خاتمہ ہوگا. لیکن ہمارے پیغمبرؐ کے خاص خاص رشتہ دار آڑے آئے، اگرچہ کمبخت ابولہب اب بھی دشمنوں کے ساتھ تھا،

آخر کار انھوں نے ایک صورت نکالی کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سارے مسلمانوں کو، اور جو ان کی حمایت کرے، ان سب کو ذات برادری سے الگ کر کے شہر کے باہر ڈال دو، نکاح، بیاہ، خرید و فروخت، مزدوری، نوکری، بول چال سب بند کر دو،

سب نے اس رائے کو پسند کیا، پھر ایک عہد نامہ لکھا گیا جس پر سارے خاندانوں کے سرداروں نے دستخط کئے، اور وہ خانہ کعبہ میں محفوظ کر کے رکھ دیا گیا،

عہد نامہ پر عمل درآمد شروع ہوا، مسلمان مجبور ہوئے، وہ شہر سے باہر ایک میدان میں جا پڑے، شہر میں ہر ایک چیز بکتی ہے، مگر بیچنے والے کافر ہیں، عہد کے پابند،

دو چار دن کی بات ہوتی تو بچی کچی یا چھپی چھپائی چیز دل بھی کام نکال لیتے، مگر اس عہد کی تو کوئی مدت ہی نہ تھی، گویا ساری عمر کے لئے تھا، بھوک، پیاس، سردی، گرمی وغیرہ کی مصیبتوں نے مسلمانوں کو کس کس طرح ستایا ہوگا، اندازہ سے

باہر سے، ہاں ایک چیز تھی جس پر کافروں کا بس نہ چل سکتا تھا، یعنی درختوں اور گھاس کی پتیاں اور جھاڑیاں۔ بس یہی ان بے کس مسلمانوں کی غذا تھی، خدا کی پناہ! بے بسی کا ایک عالم ہے، بڑوں کے منہ پر فاقوں سے ہوائیاں اڑ رہی ہیں، بچے بھوک سے بلبلا رہے ہیں، ماؤں کا دودھ خشک ہو گیا ہے، سچ تو یہ ہے کہ پتھر دیکھتے تو پھٹ پڑتے مگر افسوس! کافروں کے دل نہ پسیجے۔

امتحان پر امتحان ثابت قدمی کی آزمائش

ابوطالب مسلمان تو نہ ہوئے تھے، مگر ہر موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیتے تھے اور ہر موقع پر حضور کے مددگار تھے۔ ایک دن کافروں نے اُن سے کہا:

"سچ تو یہ ہے آپ لوگوں کی تکلیف سے ہمارے دل بہت کڑھتے ہیں، مگر مجبور ہیں، آپ کے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے بتوں کو بُرا بھلا کہتے ہیں، آپ اُن سے کہیے کہ اگر روپے کی خواہش ہو تو ہم اپنی ساری دولت اُن کے سپرد کرتے ہیں، اگر بادشاہت چاہتے ہیں تو ہم گردن جھکاتے ہیں وہ خوشی سے حکومت کریں، اگر عورتوں کی چاہ ہے تو ہم عرب کی خوب صورت عورتیں ان کے سامنے پیش کرتے ہیں، صرف اتنا چاہتے ہیں کہ ہمارے بتوں کو نہ جھٹلائیں:"

ابوطالب یہ سُن کر خدمت میں حاضر ہوئے، ہمارے پیغمبر

(صلی اللہ علیہ وسلم) نے نفس پرستوں کی باتیں سنیں تو ٹھنڈی آہ بھری اور فرمایا:

"چچا جان آپ میرے باعث بہت پریشان ہوئے، آپ اگر تھک گئے ہوں، تو میری عرض ہے کہ آپ آرام کریں، مگر محمد جو کہتا ہے وہ محمد کی آواز نہیں، خدا کا پیغام ہے، حکومت یا دولت تو کیا اگر ایک ہاتھ پر سورج ایک پر چاند بھی رکھ دیں تو محمد خدا کے فرمان سے بال برابر نہ ہٹے گا۔

"یاد رکھو! سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ خیرخواہی کو لوگ لالچ سمجھیں، بادشاہت و حکومت چند روزہ ہے سچائی کی حکومت ہمیشہ ہمیشہ،

یاد رکھو! بادشاہ کی موت فنا ہی فنا ہے، نبی کی موت اشاعت بقا ہے، وہ مرکر ختم ہو جاتا ہے، یہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔"

سچائی کا خفیہ کارنامہ

تین سال ختم ہونے لگے، مگر بائیکاٹ ختم نہ ہوا دشمن بھی اپنے عہد سے اکتا گئے، لیکن انھیں بات ہارنی مشکل تھی،

ایک دن ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے چچا ابوطالب سے

کہا: ”کافروں کو بتا دیجئے کہ تمھارے عہد نامہ کے سارے حروف کیڑے چاٹ گئے، صرف اللہ کا نام باقی رہ گیا“

یہ عہد نامہ خانہ کعبہ میں نہایت احتیاط سے رکھا تھا، کوئی اس کو دیکھ بھی نہ سکتا تھا، یہ حضورؐ کا معجزہ تھا،

ابوطالب کافروں کے پاس پہنچے، ان سے کہا ”آج ایک بات پر معاملہ طے ہے، اگر سچ ہو تو تم بائیکاٹ چھوڑ دینا، ورنہ میں محمدؐ کا ساتھ چھوڑ دوں گا“ (صلی اللہ علیہ وسلم)

جب ابوطالب نے خبر دی کہ امین وصادق کا کشف ہے کہ عہد نامہ کے حروف کو کیڑے چاٹ گئے تو کافروں کو بےحد تعجب ہوا، فوراً پہنچے، عہد نامہ نکالا گیا، کھول کر دیکھا تو اللہ کے نام کے سوا سارا عہد نامہ صاف تھا، اور صفائی سے بتا رہا تھا کہ عقل کے اندھو آنکھیں کھولو، سچائی کو پہچانو، باطل اسی طرح مٹ جائے گا، اللہ باقی ہے، وہ باقی رہے گا، اسی کا نام باقی رہے گا، تم باطل پر عہد کرتے ہو، مگر خدا کا عہد حق پر ہے،

”دیکھو: مصیبت ختم ہونے کے لئے ہے، تم
اس کی شکایت بے بس انسان سے مت کرو،
تم خدا کے ہو رہو، خدا کی پوشیدہ تدبیر
تمھاری ہو رہے گی“

رنج وغم کا سال

رہائی سے کچھ دنوں بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دو صدمے اور پہنچے، پہلے تو چچا ابوطالب کا انتقال ہوگیا، پھر تین دن بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفادار خدا کی دوست ولی اللہ بی بی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا (۱۰ ربیع، ماہ رمضان المبارک سنہ نبوی کو یعنی ہجرت سے تین سال قبل جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچاس سال تھی) ان دونوں کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت کچھ مدد پہنچتی رہتی تھی،

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو وہ بی بی تھیں اسلام پر قربان ہونے والی، جو سب سے پہلے اسلام لائیں، ساری دولت اسلام اور مسلمانوں پر قربان کر کے فاقہ کشی کو دولت سمجھا، خدا کی راہ میں ہر مصیبت کو ابدی راحت جانا،

ابوطالب وہ عاشق جنھوں نے حضورؐ کی حمایت میں ساری مصیبتیں جھیلیں، مکہ والے ان کا اب بھی ادب کرتے تھے، اور اس وجہ سے ہمارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے مکہ کا رہنا ابھی ناممکن نہ ہوا تھا، اب وہ وقت آگیا کہ مسلمانوں کے لئے کوئی پناہ نہیں رہی، مکہ کے کافر کھلے بندوں من مانی تکلیفیں دینے لگے،

حضرت خدیجہؓ کی وفات سے گھر کا بندھن ٹوٹ گیا، کنواری بچیوں کی پریشانی حضورؐ کو اور بھی پریشان رکھتی، اُدھر بے دھڑک وعظ و تبلیغ اور اس پر کافروں کی گستاخیاں اور سختیاں، انہی جھمیلوں میں دو سال اور گذر گئے، عمر شریف باونؔ سال سے زیادہ ہوگئی،

مِعراج شریف

خدا اپنے پیارے بندوں کا امتحان لیتا ہے، ان کو مصیبتوں میں مبتلا کرتا ہے، بڑوں کا امتحان بھی بڑا ہوتا ہے، سب سے بڑے نبیؐ کا امتحان سب سے بڑا، مگر خدا کی رحمت مصیبت کے ساتھ پوشیدہ دلداری بھی کرتی رہتی ہے، دیکھو یہی مصیبتوں کے پہاڑ تھے جو ہر طرف سے آخری نبی کو گھیرے ہوئے ہیں، مگر مصیبت کی انہی کالی کالی گھٹاؤں میں رحمت کا آفتاب چمکتا ہے،

ایک رات فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام آتے ہیں، اور ہمارے پیغمبر علیہ السلام کو براق پر سوار کر کے آسمانوں کی سیر کراتے ہیں، دوزخ جنت کا مشاہدہ ہوتا ہے، ہمارے پیغمبرؐ تمام نبیوں کے امام بنتے ہیں، بیت المقدس میں اُن کو نماز پڑھاتے ہیں، مقرب فرشتوں سے ملاقات کرتے ہیں، عرش پر جاتے ہیں، خداوندی دفتر کی سیر کرتے ہیں، اور اپنے حقیقی محبوب خدائے عزّ و جل سے ہمکلام

ہوتے ہیں، یہ وہ فضیلت ہے جو آج تک دنیا میں کسی نبی یا رسول کو نصیب نہ ہوئی تھی، اسی سفر میں نماز فرض ہوتی ہے جو مسلمانوں کی معراج ہے، جس کا پڑھنے والا خدا سے باتیں کرتا ہے،

دیکھو! بہادر رہو تو صبر کرو،

مصیبت امتحان ہے، اور صبر امتحان کی کنجی ہے،

مصیبت کے وقت ثابت قدم رہو، اور صرف خدا سے مدد مانگو،

نماز مومن کی معراج ہے، نماز پڑھنے والا اپنے رب سے مناجات کرتا ہے۔

ہجرت، وطن سے جدائی

اسلام نور ہے، اس کے ماسوا اندھیری، اندھیری ڈراؤنی ہوتی ہے، اس کے دامن میں ہزاروں بلائیں ہوتی ہیں، وہ چاہتی ہے کہ نور کو دبا لے، مگر نور کی ایک جھلک اس کو فنا کر ڈالتی ہے،

کافروں کی کوششوں نے اور کفر کی اندھیریوں نے بہت چاہا کہ اسلام کے نور کو مٹا دیں، مگر جس دل میں یہ نور گھس گیا وہ نور ہی نور ہو کر جگمگا اٹھا، خود چمکا اور دوسروں کو چمکایا،

نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ساری مصیبتیں اسلام کے پھیلاؤ کو نہ روک

نہیں، وہ مکہ کے کناروں سے نکل کر دوسری بستیوں کو روشن کرنے لگا، مدینہ ۲۵۰ میل تھا، اس کے گھروں میں روشنی پہونچی، اور لوگ، اس روشنی میں مسلمان ہونے لگے،

مدینہ کے مسلمانوں کا شوق بڑھا، وہ آرزو کرنے لگے کہ اس نور کے سورج اور چاند تارے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی) سب مدینہ ہی میں آجائیں،

ادھر مکہ کی تکلیفیں، وہاں کے لوگوں کی اندھی چال بتا رہی تھی کہ اسلام کی ترقی اسی میں ہے،

پھول باغ سے نکل کر ہی سر پر چڑھتا ہے، بالآخر طے ہوگیا کہ مکہ چھوڑ کر مدینہ چلئے، وہیں جا کر بسیئے، وہیں سے دین کی ترقی ہوگی،

"دیکھو! اسلام کو کس طرح روکا گیا، مگر وہ بیکسی میں کیسے بڑھا،
دیکھو! اسلام کی ترقی کی خاطر جو کچھ رکھتے ہو قربان کردو، تم پھیلنے کی کوشش کرو، اسلام کا جھنڈا بلند کرو، اور ساری دنیا پر چھا جاؤ"

نبوت کا تیرھواں سال ہے، عمر مبارک باون سال پورے کر چکی، جو طے ہوا تھا اس پر عمل ہو رہا ہے، صحابہ کرامؓ مکہ سے نکل کر

مدینہ کو روانہ ہو رہے ہیں، مکہ کے کافر اس ہجرت کو اپنی موت سمجھتے ہیں، وہ جانے والوں کو روکتے ہیں، مگر جو خدا کے لئے نکل کھڑا ہو وہ کسی کے روکنے سے کب رُک سکتا ہے، اکثر صحابہ نکل نکل کر مدینہ پہنچ چکے، آجکل میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ارادہ کر رہے ہیں، کافر پریشان ہیں کہ کیا کریں، وہ یقین کئے ہوئے ہیں کہ ہماری ہر طرح کی روک تھام اور قید و بند کے باوجود اسلام کی ترقی نہ رُک سکے گی، تو مدینہ کی آزادی میں یقیناً اس کی ترقی بے پناہ ہو گی، اسلام ہی کا غلبہ ہو گا، اور ہماری عزت اور ریاست خاک میں مل جائے گی،

ان حالات پر غور کرنے کے لئے کافروں کے سردار اکٹھے ہوتے ہیں، آخر کار طے ہوتا ہے کہ ہر ایک خاندان کا ایک ایک نوجوان رات کو ہتھیار باندھ کر آئے، اور یہ سب مل کر رات کی اندھیری میں اسلام کی جڑ ہی کاٹ ڈالیں، سچی آواز کے حلق پر چھری پھیر دیں، یعنی نصیبِ دشمناں نبیِ رحمت کو شہید کر ڈالیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

لیکن یہ سچی آواز خدا کی آواز تھی، اسلام کا درخت خدا کا لگایا ہوا تھا، نبی امی کا حامی خود اللہ تھا، اس نے اپنے سچے رسولؐ کو کافروں کے مشورہ کی خبر کر دی، اور حکم دیدیا کہ آج کی رات مکہ چھوڑ کر مدینہ روانہ ہو جائیں،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کو خبر کر دی، وہ پہلے سے دو اونٹنیاں اور سفر کا سامان تیار کئے ہوئے تھے اور ارشاد کے منتظر تھے،

رات کا وقت ہوا، اندھیری رات تھی، کافر اپنا منصوبہ پورا کرنے کے لئے آئے، درگاہِ نبوت کے چاروں طرف گھیرا ڈال لیا۔

دیکھو کیسا نازک وقت ہے، دشمن قتل کے لئے تیار، مددگار کوئی نہیں، ہاں اللہ سب سے بڑا مددگار ہے، رات ڈھلنے لگی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو فرمایا تم بستر پر لیٹ جاؤ کسی بات کا فکر مت کرنا، ڈرنا نہیں، ذرا کھٹکا نہیں، اطمینان رہے کہ نبی موجود ہیں، اور تم لوگوں کی امانتیں واپس دے کر مدینہ چلے آؤ،

فدا کاری یہ ہے کہ حضرت علیؓ فوراً لیٹ گئے، انھیں کچھ پرواہ نہ ہوئی کہ یہ بستر وہ ہے جس کے سونے والے کو قتل کرنے کے لئے دشمن تلواریں لئے کھڑے ہیں،

اللہ کا سچا رسولؐ، اللہ کی حمایت کے سایہ میں حجرہ سے نکلا، صحن میں پہنچا، دروازہ پر آیا، باہر قدم رکھا، اور سورۂ یٰسین کی تلاوت کرتا ہوا کافروں کی آنکھ میں دھول جھونکتا ہوا سامنے سے صاف نکل گیا، کافروں کی آنکھیں بند تھیں، اور قدرت اُن پر ٹھٹھہ لگا رہی تھی، تھوڑی دیر بعد اپنا ارادہ پورا کرنے کے لئے کافر اندر گھسے لیکن وہ حیران اور شرمندہ تھے کہ ان کی ساری کوشش خاک میں مل گئی، فوراً بڑے بڑے سرداروں کو اطلاع کی گئی، دوڑ دھوپ شروع ہوئی۔

سارا مکہ چھان مارا، کہیں پتہ نہ چلا تو عام اعلان کر دیا گیا کہ جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ لائے یا اُن کا سر لائے اس کو سَو اونٹ انعام میں ملیں گے،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے دولت خانہ سے نکلے، سیدھے صدیق اکبرؓ کے مکان پر پہنچے، اور مکان کے دوسرے دروازے سے دونوں بزرگ روانہ ہو کر ثور پہاڑ تک پہنچے، اور تین دن اس کے ایک غار میں چھپے رہے، چوتھے دن صدیق اکبرؓ کی دو اونٹنیاں پہنچیں، اور یہ دونوں صاحب ایک غلام کو اور ایک راستہ بتلانے والے کو ساتھ لے کر مدینہ روانہ ہو گئے، کافروں نے بہت دوڑ دھوپ کی، سب طرف تلاش کیا، اس غار کے منھ تک بھی پہنچے، پیچھے دوڑنے والوں نے بھی ایک جگہ پا لیا، مگر خدا کی قدرت جس کی محافظ ہو اس کا بال بیکا کون کر سکتا ہے،

نئے نئے معجزے ظاہر ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی حفاظت میں خیریت سے مدینہ طیبہ کے قریب قبا مقام میں پہنچ گئے، جہاں مکہ سے آنے والے دوسرے مسلمان بھی ٹھہرے ہوئے تھے کچھ دنوں حضورؐ نے وہاں قیام کیا، ایک مسجد بنائی، اور پھر سارے مسلمانوں کو ساتھ لے کر مدینہ میں داخل ہوئے۔

دیکھو! امانتداری اور سچائی یہ ہو کہ خون کے پیاسے کافروں کی امانتیں اب بھی حضورؐ کے پاس ہیں دیکھئے

یہ ہے کہ وہی کافر دین پر آمادہ ہیں اور انہی کی امانتوں
کا یہ خیال کہ حضرت علیؓ کو مکہ چھوڑ دیا جاتا ہے،
رسولؐ کی سچی محبت یہ ہے کہ صدیق اکبرؓ گھر بار چھوڑ چھاڑ کر حضورؐ
کے ساتھ ہو لیتے ہیں، گھر میں جو کچھ روپیہ تھا وہ بھی ساتھ لے لیا اور
بچوں کو خدا کے نام پر چھوڑا، لیکن تعریف یہ ہے کہ بچے بھی اس پر تہ دل و
جان سے راضی تھے،
اور دیکھو، حکم ماننا یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حکم
پاتے ہی اس بستر پر سو گئے، جس کے متعلق طے تھا کہ صبح سے پہلے
خونِ شہادت سے رنگا جائے گا،

تم بھی وہی سچائی پیدا کرو کہ دوست تو دوست دشمن
بھی تم پر بھروسہ کریں، وہ محبت پیدا کرو کہ اللہ اور
رسولؐ کے سامنے سب کچھ ہیچ ہو، وہ فدائیت پیدا
کرو کہ راہِ خدا میں شہادت سب سے بڑی آرزو ہو!

سوالات وجوابات

سوال ؛ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے کونسے دن روانہ ہوئے
تاریخ کیا تھی؟
جواب ؛ جمعرات کے دن، ۲۷ صفر کو، نبوت سے تیرہویں برس،
سوال ؛ غار سے کس دن روانہ ہوئے اور تاریخ کیا تھی؟

جواب؛ پیر کے دن، یکم ربیع الاوّل،

سوال؛ مدینہ پہنچنے سے پہلے قبا میں کتنے روز قیام فرمایا، اور وہاں کیا کیا؟

جواب؛ چوّدہ دن قیام فرمایا، ایک مسجد بنائی، جس میں حضورؐ بھی تمام مسلمانوں کے ساتھ کام کر رہے تھے، یہ اسلام میں سب سے پہلی مسجد تھی،

سوال؛ قبا کس تاریخ کو پہنچے تھے، اور دن کیا تھا؟

جواب؛ ۸ ربیع الاوّل، روز دوشنبہ،

سوال؛ مدینہ میں کون سے دن داخلہ ہوا، تاریخ کیا تھی؟

جواب: جمعہ کے دن، ۱۲ ربیع الاوّل سنہ ہجری،

تنبیہ:۔ اس کے بعد ہجری سنہ لکھا جائے گا جس کا آغاز آج سے ہوا، اگرچہ رواج حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ہوا،

سوال؛ اصلی وطن چھوڑ کر دوسرے وطن میں جا رہنے کا نام کیا ہے؟

جواب؛ ہجرت

سوال؛ مہاجر کس کو کہتے ہیں؟

جواب؛ جو خدا کے لئے اپنا وطن چھوڑ کر چلا جائے،

ہجرت کے بعد

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں

مدینہ کے در و دیوار پر رونق ہے، گھر گھر خوشی منائی جا رہی ہے، بچہ بچہ کی زبان پر ہے "مدینہ والو! مبارک! اسلام کا چاند آیا، خدا کا شکر نبوت کا چاند آیا"

ہر مسلمان کی تمنا ہے کہ اس دولت کو اپنے گھر لے جائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی چھوڑ دی، کہ جہاں جا کر وہ بیٹھ جائے گی میں وہیں ٹھہروں گا،

خدا کی قدرت وہ اونٹنی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے پاس جا کر ٹھہری جن کا حق بھی سب سے زیادہ تھا، وہ حضورؐ کے رشتہ دار بھی تھے، جہاں اونٹنی ٹھہری تھی وہیں پھر مسجد بنائی گئی جس کو ہم مسجد نبوی کہتے ہیں،

عَلٰی صَاحِبِہٖ اَلْفُ اَلْفِ صَلٰوۃٍ وَّسَلَامٍ

نئی نئی مشکلیں

مدینہ منورہ کی پارٹیاں

مدینہ میں دو قومیں رہتی تھیں، بت پرست اور یہودی:

بت پرست زیادہ تر مسلمان ہو گئے جن کو انصار کہتے ہیں، یہودی زیادہ تر اپنے مذہب پر باقی رہے، ایک تیسری جماعت اور پیدا ہو گئی جو ظاہر میں مسلمان تھی، لیکن دل میں کافر، اُن کا نام منافق ہوا، مدینہ پہنچ کر یہ فائدہ ضرور ہوا کہ مسلمان کھلے بندوں ایک جگہ مل کر بیٹھنے لگے، اپنی عبادتیں آزادی سے ادا کرنے لگے، لیکن مشکلوں میں کچھ کمی نہ آئی، بلکہ پہلے صرف مکہ کے کافر دشمن تھے، اب مدینہ کے رہنے والے یہودی اور بڑھ گئے، اب تک مکہ والوں سے مقابلہ تھا، لیکن اب عرب کی دوسری ریاستیں بھی دشمن بن گئیں، اور پھر جوں جوں اسلام بڑھتا رہا دشمنوں کی تعداد بھی بڑھتی گئی، یہاں تک کہ ایک وقت وہ آیا کہ ساری دنیا اسلام کے مقابلہ پر آ گئی،

بستیوں کا انتظام

یہودیوں اور دوسرے کافروں سے نباہ اور صلح

مہاجر پردیسی تھے، انصار مدینہ کے رہنے والے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میں بھائی چارہ قائم کر دیا کہ فلاں مہاجر فلاں انصاری کا بھائی ہے، یہ اسلامی بھائی حقیقی بھائیوں کی طرح تھے، ہر ایک بھائی دوسرے کی ہر طرح کی مدد کرتا رہا،

یہودیوں اور مشرکوں سے بھی نبیِ رحمت نے صلح ہی پسند کی،

چنانچہ یہودیوں سے ایک معاہدہ ہو گیا جس کا مضمون یہ تھا۔

۱۔ ایک دوسرے کو تکلیف نہیں دے گا،

۲۔ اگر کوئی حملہ کرے تو دونوں مل کر مقابلہ کریں گے،

۳۔ تمام اندرونی جھگڑوں کا آخری فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کریں گے۔

اسی طرح آس پاس کی بستیوں اور قبیلوں سے بھی صلح کے معاہدے کر کے یہ بتلا دیا کہ اسلام بلاضرورت تلوار کا خواہاں نہیں

"یاد رکھو! پڑوسیوں سے بھی رشتہ داروں کی طرح نباہ کرو، پڑوسیوں کو عزیز و اقارب جیسا سمجھو"

لڑائیوں کا آغاز

مکے کے کافر اگرچہ مدینہ منورہ سے ڈھائی سو میل دور تھے مگر انھیں رنج اور غصہ تھا کہ اسلام ترقی کر رہا ہے جو بت پرستی کی جڑیں اکھاڑ دے گا، بتوں کی پوجا پاٹ سے ہماری عزت ہے اسلام کی ترقی ہماری عزت کو خاک میں ملا دے گی۔

یہودی اگرچہ بتوں کی پوجا نہ کرتے تھے، مگر سود، رشوت اور مذہب کے نام پر جھوٹے ڈھکوسلوں سے جو ان کی زندگی بنی ہوئی تھیں، اسلام کی سچائی کو وہ اپنی بربادی کا پیغام سمجھتے

تھے، اگرچہ انھوں نے صلح کرلی تھی، مگر مکہ کے مہنتوں کی طرح
یہودیوں کے مہاجن بھی اسلام کی ترقی کو ایک آنکھ نہ دیکھ سکتے
تھے، مکہ کے کافروں نے موقع اچھا دیکھا، اور مدینہ کے یہودیوں سے
ساز باز شروع کردی، اور اسی طرح آس پاس کی دوسری بستیوں کو
بھی اسلام کے برخلاف بھڑکانا شروع کردیا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی بھی ان
سے غافل نہ تھے۔ انھوں نے ان چالبازیوں کی کاٹ شروع
کردی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باقاعدہ لڑائیاں شروع ہوگئیں۔ جن میں
یہ لڑائیاں زیادہ مشہور ہیں: بدر، اُحد، احزاب، خیبر، فتح مکہ،
موتہ، حنین، تبوک،

بدر کی لڑائی

بدر ایک گاؤں کا نام ہے، جو مکہ اور مدینہ کے بیچ میں ہے،
اس کے قریب یہ لڑائی ہوئی، مسلمانوں کی تعداد کل ۳۱۳ تھی، اور
کل آٹھ تلواریں، ۷۰ اونٹ اور دو یا تین گھوڑے تھے، کافر
ایک ہزار کے قریب تھے، جن میں سے ہر ایک کے پاس پورے
ہتھیار تھے، اور ہر قسم کا سامان،

یہ لڑائی مسلمانوں کے لئے بہت سخت تھی، لیکن [illegible]
[illegible] کا ایک آسمانی فیصلہ تھا۔

خدا نے مسلمانوں کی مدد کی، ستر کافر مارے گئے، ان کا سردار ابوجہل بھی تھا، اور ستر ہی قید ہوئے، صرف بارہ مسلمان شہید ہوئے اس آسمانی فیصلہ نے عرب کی سرزمین میں مسلمانوں کو ایک مستقل قوم بنا دیا،

اسلام کا رحم و کرم

ضرورت تو یہ تھی کہ ان ستر کافروں کو جو قید ہوئے تھے قتل کر دیا جاتا، یہ اسلام کے وہی دشمن تھے جنھوں نے انتہائی بیکسی اور سخت بے بسی اور مجبوری کی حالت میں مسلمانوں پر وہ مصیبت کے پہاڑ توڑے جن کی مثال سے دنیا خالی ہے، بے بسوں کو مارا، شہید کیا بائیکاٹ کیا، وطن چھڑایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گستاخیاں کیں، آپ پر پتھر برسائے، سجدے کی حالت میں خاص اللہ کے گھر میں سر پر اونٹ کی اوجھ لا کر رکھدی، راستوں میں کانٹے بچھائے، پھر آخر میں قتل کا منصوبہ بنایا، بچ کر نکل آئے تو قتل یا گرفتاری پر سو اونٹ کا انعام مقرر کیا، وغیرہ وغیرہ،

مگر اسلام رحمت ہے، پیغمبر اسلام تمام جہانوں کے لئے خدا کی رحمت ہیں، آپ کا خطاب "رحمۃ للعالمین" ہے، رحمت کا تماشہ دیکھو، ایک ارشاد ہوتا ہے، اور سارے کافروں کو چھوڑ دیا جاتا ہے، صرف امیروں سے کچھ معمولی سی رقم بطور فدیہ لی جاتی ہے، غریبوں میں سے پڑھے لکھوں کا فدیہ یہ مقرر کیا، کہ ایک ایک قیدی

دس دس مسلمان بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دے، اور چھوٹ جائے، اور جو غریب پڑھنا بھی نہیں جانتے تھے، ان کو مفت چھوڑ دیا گیا،

دیکھو! علمی لیاقت تم بھی حاصل کرو،

آزادی اور استقلال حاصل کرو،

دوسری قوموں پر رحم اور احسان کرنا سیکھو،

اور یاد رکھو! اسلام احسان اور اخلاق سے پھیلا ہے،

غطفان کا واقعہ

اللہ پر بھروسہ، نبی رحمتؐ کا رحم

مدینہ میں خبر پہنچی کہ قبیلہ محارب کا ایک شخص دعثور نامی ۴۵۰ آدمیوں کو لے کر بے خبری میں لوٹ مار کرنے کے لئے مدینہ پر چڑھا آرہا ہے، نبی رحمتؐ نے کچھ ساتھیوں کو تیاری کا حکم دیا، تیاری کی خبر سے دعثور پر ایسا رعب چھایا کہ میدان چھوڑ کر پہاڑوں میں جا چھپا،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساتھیوں کو ساتھ لے کر میدان میں پہنچے، تو وہاں کوئی نہ تھا، ادھر ادھر تلاش کیا، کوئی نہ ملا، دوپہر کا وقت ہو گیا، شاہ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے زمین پر آرام فرمانے لگے، تلوار درخت میں لٹکا دی، آس پاس کے درختوں کے نیچے دوسرے ساتھی ہتھیار کھول کر آرام کرنے لگے،

دعثور یہاں چھپا بیٹھا تھا نکل کر آپ کے سر پر آکھڑا ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار پر قبضہ کیا، اور نہایت تکبر سے بولا:-

"بتاؤ اب کون بچا سکتا ہے؟"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت اطمینان سے جواب دیا "اللہ" عز و جل کا نام سچے رسول کی زبان پر کچھ ایسی شان رکھتا تھا کہ ہیبت کے مارے دعثور تھر تھر کانپنے لگا، تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی، حضورؐ اٹھے اور اس کو پکڑا اور فرمایا:-

"اب تجھ کو کون بچائے گا؟"

دعثور کافر تھا، اس کو خدا پر بھروسہ نہ تھا، اس کو اپنی قوت پر بھروسہ تھا، یا ظاہری ساز و سامان پر، اب وہ مجبور اور نہتا تھا، اپنی موت کا اس کو یقین ہو گیا، گھگھیاتا ہوا بولا:-

"حضورؐ کے رحم کے سوا کون؟"

نبی رحمتؐ کا جذبہ رحمت جوش میں آیا، اور اس کو معاف فرما دیا، وہ فوراً اس معجزہ اور رحم و کرم کو دیکھ کر مسلمان ہو گیا، کفر کی حمایت میں آیا تھا کہ اسلام کو مٹا دے گا، اسلام پر مٹ کر لوٹا، کہ کفر کو مٹا دے گا،

"مسلمانو! اللہ پر بھروسہ کرنا سیکھو، تمہارا رعب دنیا پر پڑے گا، رحم و کرم سیکھو، اسلام اسی سے بڑھا، اور اسی سے بڑھے گا۔"

اُحد کی لڑائی (ماہ شوال ۳ھ)

مدینہ کے پاس اُحد ایک پہاڑ ہے، بدر کی لڑائی کا بدلہ لینے کے لئے مکہ کے کافر اسی وقت سے تیاری کر رہے تھے۔ تیسرے برس تین ہزار جوان لڑائی کا پورا سامان لے کر مدینہ پر چڑھ آئے، ابوجہل کی جگہ ابوسفیان اُن کا سردار تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خبر ہوئی تو آپؐ بھی مقابلہ کو نکلے، آپؐ کے ساتھ سات سو مسلمان تھے، تین سو منافق جن کا سردار عبداللہ بن اُبی تھا، عین لڑائی سے پہلے ہٹ آئے تاکہ دوسرے مسلمانوں کی ہمت ٹوٹ جائے، اب مسلمان صرف سات سو تھے، مقابلے کی تیاریاں ہونے لگیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ کو ایک درہ پر کھڑا کر دیا جو اسلامی فوج کی پشت پر تھا، تاکہ کافر پیچھے سے حملہ نہ کر سکیں، اُن کو حکم فرمایا کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹیں، مسلمانوں کو فتح ہو یا شکست،

لڑائی شروع ہوئی، مسلمانوں نے سختی سے مقابلہ کیا، کافروں کے پیر اکھڑ گئے، میدان سے بھاگ نکلے، مسلمان اُن کے مال و اسباب پر قبضہ کرنے لگے، درہ والے مسلمانوں نے خیال کیا کہ اب یہاں ہمارے رہنے کی ضرورت نہیں، فتح کی خوشی میں مسلمان کچھ ایسے مسرور و بیخود ہوئے کہ درہ والے نوجوانوں میں سے

دس کے علاوہ سب میدانِ جنگ میں آ گئے۔
کافروں نے درّہ پر چند آدمی دیکھے تو موقع کو غنیمت سمجھا اور ایک سردار نے فوج کا ایک دستہ لے کر اس طرف سے حملہ کر دیا۔ جو لوگ درہ پر تھے اُن کو شہید کرتے ہوئے اچانک مسلمانوں پر آ پڑے دوسرے کافر بھی سمٹ سمٹا کر سامنے سے مقابلہ پر آ گئے۔ مسلمانوں پر بیک وقت دو طرف سے حملے ہونے لگے، ان ناگہانی حملوں سے سخت نقصان پہنچا، ستر صحابی شہید ہو گئے، حضورؐ کے چچا (سید الشہداء) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بے انتہا زخم سینہ پر کھا کر شہید ہو گئے، کافروں کی عورتوں نے غصہ میں اُن کے کان اور ناک کاٹ لیے، سینۂ مبارک چاک کر دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سخت زخمی ہوئے، دو دندانِ مبارک بھی شہید ہوئے، خود کی کیلیں رخسارِ مبارک میں گڑ گئیں[1]، لیکن مسلمان فوراً ہی سنبھلے، اور بھوکے شیر کی طرح جھپٹے، بپھرے ہوئے شیر کی طرح حملہ کر کے ۲۳ کو جہنم رسید کیا، اور یہ ثابت کر دیا کہ تمھاری تمنا پوری نہ ہو گی۔ حق کا کلمہ بلند رہے گا، اسلام فنا ہونے کے لیے نہیں آیا وہ ہمیشہ باقی رہے گا۔

---

[1] آہ رسمِ شہادت فنا ہو گئی حلوا مانڈہ باقی رہ گیا، کون ہے جو راہِ حق میں دانت توڑ کے عشقِ رسول کا ثبوت دے، وہاں حلوہ کہاں تھا حضرت فاطمہؓ نے چٹائی جلا کر اس کی راکھ زخموں پر رکھی تھی، تاکہ خون بند ہو جائے، بوالعجبی یہ کہ واقعہ ہے شوال کا اور حلوہ کھائیں ذوالحجہ میں، عزیزو خرافات ہے، بات سمجھو، غلط کو غلط کہو، اور صحیح کو صحیح، بدعت کو چھوڑ دو۔ سنت کو اختیار کرو، دین و دنیا میں کامیاب ہو گے، اے خدا ہم سب کو توفیق دے۔

لیکن تم نے دیکھا کہ حکمِ رسولؐ سے معمولی غفلت نے کیسا...
نقصان پہنچایا، تم اگر صحیح کامیابی چاہتے ہو تو کسی معمولی حکم سے بھی
غفلت مت برتو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ایک سنت
کامیابی کی راہ ہے، رسولؐ وہ دیکھتا ہے جو تم نہیں دیکھتے، تم
اپنی عقل کو حکمِ رسولؐ کے تابع کر دو،

خندق کی لڑائی

اُحد میں اگرچہ مسلمانوں کو نقصان پہنچا، مگر کافروں کی
تمنا اب بھی پوری نہ ہوئی، مٹنا تو درکنار اسلام کی ترقی میں
بھی فرق نہ آیا،

اب انھوں نے پھر تیاری شروع کر دی، ابوسفیان اور
اس کے ساتھیوں نے سارے عرب کو کعبہ کے نام پر بھڑکایا،
یہودیوں کو بھی ساتھ ملایا، اور پھر تقریباً دس پندرہ ہزار کے
لشکر سے مدینہ پر چڑھائی کر دی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
مدینہ سے باہر نکلنا مناسب نہ سمجھا، حضرت سلمان فارسیؓ کی
رائے کے موافق مدینہ کے گرداگرد خندق کھدائی، پندرہ گز
چوڑی اور پانچ ہاتھ گہری کھدوا دی،

مسلمانوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی خندق
کھودنے میں مصروف رہے، افلاس کی حالت یہ تھی کہ فاقے

پر فاقے ہو رہے تھے، اور دن کو ایک وقت کا فاقہ تھا تو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو وقت کا، سب کے پیٹوں پر ایک پتھر بندھا ہوا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شکمِ مبارک پر دو۔

ابوسفیان اور اس کی فوج پندرہ روز برابر محاصرہ کئے پڑی رہی، مسلمان پریشان تھے، محنت مزدوری کے بند ہو جانے سے فاقوں میں اور بھی اضافہ ہو گیا تھا، مقابلہ کے لئے ہردم تیار تھے، اِکّا دُکّا مقابلہ بھی ہوا، دو چار زخمی ہوئے، دو چار کافر مارے گئے۔

آخر آسمانی فتح نے مسلمانوں کی مدد کی، کافروں کی فوج میں پھوٹ پڑ گئی، ایک سخت آندھی چلی جس سے کافروں کے خیمے اکھڑ گئے، دیگیں الٹ گئیں، آگ بجھ گئی، اور اتنے پریشان ہوئے کہ مجبور ہو کر بھاگ گئے، خدا نے مسلمانوں کو نجات بخشی،

"تم اگر سردار ہو تو اپنے ساتھیوں سے زیادہ محنت برداشت کرو، اُن کے ساتھ مل کر کام کرو، پہلے ان کو آرام دو پھر تم آرام کرو، پہلے ان کو کھلاؤ پھر تم کھاؤ۔ راہِ خدا کی مصیبتوں سے مت گھبراؤ، پہلے امتحان ہوتا ہے پھر کامیابی اور فتح۔"

خونِ بے گناہ، بیرِ معونہ کا واقعہ (صفر ۴ھ)

طالبِ علم اور رضاکار | ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے

پاس ایک چبوترہ پر چھپر ڈلوا دیا تھا، اس کا نام صُفّہ تھا، وہ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مدرسہ بھی تھا، اور جماعت خانہ بھی، اس میں طالب علم رہتے تھے، مگر یہی طالب علم رضاکار بھی تھے، ان کو نہ وظیفہ ملتا تھا نہ کہیں ان کا کھانا مقرر تھا، جب ضرورت ہوتی مزدوری کر لیتے یا جنگل سے لکڑیاں بین لاتے، اور بازار میں بیچ کر اپنی ضرورت پوری کر لیتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتے، قرآن شریف وعظ و نصیحت اور اسلامی احکام سُن کر یاد کرتے رہتے، ان کو اسی واسطے قاری بھی کہتے تھے،

یہ لوگ تبلیغ بھی کرتے تھے، اور جب ضرورت ہوتی تو حکم پاتے ہی اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکل کھڑے ہوتے تھے، مگر نہ رسد کا کوئی سامان ہوتا تھا، نہ وردی اور ہتھیاروں کا، وہ پیٹوں پر پتھر باندھ کر مہینوں کا سفر طے کرتے تھے، اور فتح پا کر واپس ہوتے تھے،

صفر ۴ھ میں ایک شخص آیا، اس کا نام عامر بن مالک تھا، ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس سے اسلام لانے کی فرمائش فرمائی تو کہنے لگا اگر کچھ صحابی نجد چلے جائیں تو وہاں بہت سے آدمی مسلمان ہو جائیں گے، میں ان کے ساتھ چلوں گا، آپ کسی خطرہ کا خیال نہ فرمائیں، ضرورت کے بموجب عہد و معاہدہ لے کر قاریوں میں سے ۷۰ صحابہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ کر دیا،

راستہ میں ایک جگہ قیام ہوا، اس مقام کے پاس ہی ایک قبیلہ کے سردار کے نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مکتوب بھی تھا، حضرت حرام ابن ملحان کو اس خط کے پہنچانے کے لئے بھیجا گیا، ان کمبختوں نے نامۂ مبارک تو پڑھا نہیں، اچانک حضرت حرامؓ پیچھے سے حملہ کر دیا، حضرت حرام بن ملحان زخمی ہو کر نیچے گر گئے بدن مبارک سے خون کے فوارے چھوٹ رہے تھے، موت نے پر پھیلا دیئے تھے، دم سینہ میں آ گیا تھا، مگر یہ شہید وفا اپنے خدا کی رحمت پر نثار ہو تے شوقِ شہادت میں ایک دم پکار اٹھا، فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ، خدا کی قسم میری تمنا بر آئی،

اس کے بعد ان کمبختوں نے آس پاس کے قبیلہ والوں کو فوراً ہی اکٹھا کر لیا، اور سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں ان ستر صحابہؓ پر اچانک ٹوٹ پڑے، اور بے گناہوں کو ایک دم شہید کر ڈالا صرف ایک آدمی کسی طرح بچ گیا،

"مگر دیکھو! اس بے بسی کی موت پر کتنی رحمتیں نازل ہوتیں، دیکھو! مرنے کے بعد خدا نے ان لوگوں کا پیغام تمام مسلمانوں کو پہنچایا کہ "خوشخبری ہو ہمیں اپنے پروردگار کا دیدار نصیب ہو گیا؛ وہ ہم سے خوش ہو گیا ہم اس سے"

"یاد رکھو! طالب علم وہی ہے جو رضا کار بھی ہو مولوی وہی ہے جو مبلغ بھی ہو اور مجاہد بھی، صرف کونہ میں

بیٹھ جانا کوئی پرہیزگاری نہیں، پرہیزگاری یہ ہے کہ وقت پر ضرورت کے موافق اسلام کی خدمت انجام دو، جس دل میں شہادت کی تڑپ نہیں وہ مسلمان نہیں۔"

حُدیبیہ کا مُعاہدہ (ذیقعدہ سنہ ۶ھ)

پیارے وطن اور خانۂ کعبہ کی زیارت کئے ہوئے پانچ سال سے زیادہ گذر گئے تھے، ذیقعدہ سنہ ۶ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خانۂ کعبہ کی زیارت کا ارادہ کیا، تقریباً چودہ سو مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے، مکہ کے قریب حدیبیہ مقام پر پہنچے، تو مکہ کے کافروں نے راستہ روکا، ہر چند سمجھایا کہ صرف زیارت کرنا چاہتے ہیں، مگر وہ نہ مانے،

لمبی چوڑی گفتگو کے بعد دس سال کے لئے ایک صلحنامہ لکھا گیا، جس کی رُو سے مسلمانوں کو آئندہ سال مکہ شہر میں داخل ہو کر عُمرہ[1] کرنے کا موقع ہاتھ آیا، اس صلحنامہ میں وہ تمام شرطیں مان لی گئیں جو مکہ کے کافروں نے پیش کیں، مگر یہ صلح حقیقت میں اسلام کی بہت بڑی فتح تھی، اب تک مسلمان مکہ والوں کی وجہ سے عرب میں نہیں گھوم سکتے تھے، لوگ یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ اسلام کیا چیز ہے، اور اس کا مقصد کیا ہے؟

---

[1] یعنی نفلی حج،

اس صلح کے بعد مسلمانوں کا راستہ کھلا، قبیلوں میں پہنچے، اسلام کی تعلیم کو بتایا، لوگوں نے جب اسلام کو پہچانا اس کے عاشق ہو گئے، دو سال کی مدت میں تین چار ہزار سے پندرہ ہزار کی تعداد کو پہنچ گئے۔ دیکھو! کس طرح تلوار سے اسلام کو روکا گیا، اور اخلاق سے کس طرح پھیلایا گیا،

خیبر کی لڑائی (سنہ ۷ھ)

مدینہ کے یہودیوں نے جو صلح کی تھی اس کو ایک سال بھی نہ نباہا، ہر موقع پر مسلمانوں کو دھوکا دیتے رہے، اور دشمنوں کی مدد کرتے رہے، اُحد کی لڑائی میں عین جنگ کے وقت دھوکا دے کر تین سو منافق چلے آئے، خندق کی لڑائی میں کھلم کھلا کافروں کا ساتھ دیا، ان کا سب سے بڑا اڈا خیبر شہر تھا، حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے تنگ آکر سنہ ۷ھ میں پندرہ سو مسلمانوں کو ساتھ لیا اور خیبر پر چڑھائی کر دی، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس لڑائی میں بہت کام کیا، خدا نے مسلمانوں کو فتح دی، اور خیبر اسلامی حکومت کے ماتحت ہو گیا،

فتح مکہ، رمضان شریف سنہ ۸ھ

خدا کے گھر پر خدا کے دین کا جھنڈا

حدیبیہ کے موقع پر مکہ کے کافروں نے جو عہد کیا تھا اس کو

دو برس بھی نہ نباہا، اور ۸ھ میں اس کی دھجیاں اُڑا دیں، رمضان شریف ۸ھ میں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ہزار مسلمانوں سے مکہ پر چڑھائی کی، ابوسفیان (مکہ کا سردار) مقابلہ کی طاقت نہ رکھتا تھا، اس نے ہار مان لی، مکہ فتح ہو گیا۔ ... فاتح بن کر مکہ میں داخل ہوئے،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار تھے، مگر تواضع اور عاجزی کی یہ حالت تھی کہ سر مبارک جھکتے جھکتے ہودہ کی لکڑی پر آٹکتا تھا، جب سردار کی یہ حالت تھی تو غور کرو کہ خدائی فوج کے فرمانبردار رضاکاروں کی کیا حالت ہوگی، اور اس رحمت کے لشکر پر تواضع کا کیسا سماں بندھا ہوگا؟

آج مکہ کے کافر جس قدر بھی ڈرتے تھوڑا تھا، جس نبی کو ستانے میں، جس اسلام کو مٹانے میں ساری طاقت خرچ کر دی تھی اور جن مسلمانوں کو بیس برس برابر تڑپایا تھا، آج انہی کا غلبہ تھا، مگر رحمت اسے کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد پہلا اعلان یہ تھا:۔

"جو کچھ آج تک کیا گیا وہ سب معاف، نہ اس پر
کوئی ملامت نہ اس کا کوئی بدلہ"

دوسرا اعلان یہ تھا:۔

قریشیو! باپ دادوں پر فخر، نسب اور خاندان کا غرور
زمانۂ کفر کا طریقہ تھا، خدا نے جاہلیت کے تکبر کو دور

کر دیا، سارے آدمی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں
اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے ہیں"
خدا کی رحمت چھوٹے اور بڑے سب پر برابر ہے، برساتی
بادل کو نہ کھیت سے بخل ہے نہ کوہسار سے،
بہت سے آدمی اب بھی مسلمان نہ ہوئے تھے، البتہ جو مسلمان
ہونا چاہتے تھے اُن کا راستہ کھُل گیا تھا، یہی اسلامی جہاد کا مقصود ہے،
"دیکھو! فتح کے موقع پر نہ اِتراؤ، اس خدا کے سامنے
جھکو جس نے دشمن کو شکست دی اور تم کو فتح، تم
بدلہ کے بجائے رحم و کرم اختیار کرو، تم نبی رحمت کی
امت ہو، رحم و کرم کے پتلے ہو جاؤ"

خدا کے گھر میں تین سو ساٹھ بُت

خانہ کعبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے، وہاں
تین سو ساٹھ بُت رکھے تھے، حضورؐ نے ان کی گندگی سے اللہ کے
گھر کو پاک کیا، آس پاس کے بتوں کو بھی تڑوا دیا،
ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا، وہ
رعب کے مارے کانپ رہا تھا، حضورؐ کا ارشاد ہوا:
"گھبراؤ مت! میں بادشاہ نہیں، میں ایک قریشی
عورت کا بیٹا ہوں"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ عرصہ مکہ میں قیام فرما کر مدینہ میں واپس ہو گئے، اور مکہ کا حاکم حضرت عتّاب بن اُسیدؓ کو مقرر کیا، جن کی عمر اُس وقت کل اٹھارہ برس تھی،

"دیکھو! تمہیں خدا کتنی ہی بڑائی دے مگر تم سر جھکائے رہو،

تمھارے دلوں کے آمبے پر ایک اللہ کی حکومت ہو،

طمع : حرص، دنیاوی عزت، اور دولت کے بتوں کو توڑ پھینکو،

جوانی اور لڑکپن خدا کی نعمت ہے، تم اس کو کھیل تماشہ میں مت ضائع کرو، تم اس کو راہ خدا میں صرف کرو، عتابؓ کی طرح تھوڑی عمر میں بڑے کمال حاصل کر لو، اور دین و دنیا کے سردار بن جاؤ،

موتہ کی لڑائی، سنہ ۹ ھ

عیسائیوں سے جنگ کا آغاز

عرب کی سرحد پر شام کی طرف بعض ریاستیں تھیں، جن کے نواب نسل سے عرب تھے، مگر مذہب کے عیسائی، کیونکہ شام کے عیسائی بادشاہ کے ماتحت تھے، اُن میں سے بُصریٰ ریاست کے نواب نے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر کو بلا وجہ

شہید کر ڈالا، اور لڑائی کے لئے آمادہ ہو گیا،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہزار مسلمانوں کو مقابلہ کے لئے روانہ فرمایا، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ان کا سردار مقرر کیا، اور کوئی حادثہ پیش آ جائے تو حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو اور پھر حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو نامزد کر دیا، روانگی کے وقت وصیت فرمائی، جس کا ایک حصہ یہ تھا:

"تارک الدنیا (مذہبی راہبوں) عورت، بچے اور بوڑھے کو قتل نہ کیا جائے، درختوں اور باغوں کو نہ کاٹا جائے"

اسلامی لشکر وہاں پہنچا تو دشمنوں کی تعداد تقریباً ایک لاکھ تھی، مقابلہ ہوا۔ مگر تینوں سردار یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے، تب حضرت خالد رضی اللہ عنہ آگے بڑھے جھنڈا سنبھال لیا، اور کامیابی کے ساتھ سارے مسلمانوں کو نکال لائے، اس دن خالد رضی اللہ عنہ کی نو تلواریں مارتے مارتے ٹوٹ گئیں، اس جنگ میں کُل بارہ مسلمان شہید ہوئے اور بے شمار عیسائی قتل ہوئے،

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو دربارِ نبوت سے "سیف اللہ" کا خطاب ملا،

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بڑے بھائی تھے۔ دس سال بڑے تھے، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے، اوّل داہنا ہاتھ کٹ گیا، تو جھنڈا بائیں ہاتھ

سے سنبھال لیا، پھر بایاں بازو بھی کٹ کر گر گیا، بے شمار زخم آئے، مگر سب سامنے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں نے جعفرؓ کو جبرئیلؑ اور میکائیلؑ کے ساتھ اُڑتے دیکھا ہے، خدا نے ان کو دو بازو عنایت فرما دیئے ہیں وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں اُڑ جاتے ہیں"

اسی لئے دربارِ نبوت سے اُن کو "طیار" کا خطاب ملا، یعنی اُڑنے والے"

یاد رکھو! یہ عیسائیوں کی اسلام سے پہلی جنگ ہے، جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا، دیکھو! راہِ خدا میں مرنا سیکھو"

نظم

کفر ہے مذہب میں تیرے عشرتِ دنیائے دوں
وقف ہونا چاہیے حق کے لئے مسلم کا خوں

پھول ہے واللہ ہر ذرّہ کا اِک اِک شرار
موت کیا ہے زندگی کا ایک جامِ خوشگوار

تجھ کو ہر باطل کی قوت سے اُلجھنا چاہیے
موت کے کانٹوں کو فرشِ گل سمجھنا چاہیے

دیکھ ہو جائے نہ رُسوا عظمتِ دینِ متیں
غیر کے در پر نہ جھک جائے کہیں تیری جبیں

درسِ قربانی کا جوشِ جرأتِ خالدؓ سے لے
وقت ہے پھر موت کے دریا میں گھوڑے ڈال دے

اے خدا دے زورِ بازوئے خالدؓ و حیدرؓ ہمیں
پھر اُلٹنا ہی صفِ کفر و درِ خیبر ہمیں

تبوک کی لڑائی

عیسائیوں سے دوسری جنگ

افلاس، تنگدستی اور مسلمانوں کی ہمت

رمضان شریف سنہ ۹ ھ میں خبر پہنچی کہ عرب کی اسی سرحد پر جس طرف موتہ کی لڑائی ہوئی تھی کئی لاکھ عیسائی اکٹھے ہوئے ہیں اور حملہ کرنا چاہتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو تیاری کا حکم دیا، تاکہ سرحد ہی پر روک لیں، رمضان شریف کا مہینہ تھا، گرمی بے حد، چشمے خشک، قحط کا دور دورہ، کھیتیاں تیار، مسلمانوں کے ہاتھ خالی، دور کے سفر میں کھیتیاں برباد،

مگر جوں ہی سردار دوعالم کی طرف سے جہاد کا اعلان ہوا راہِ خدا میں قربان ہونے والے سچے مسلمانوں نے کمریں باندھ لیں ..... آئندہ فائدہ کی امیدوں کو ٹھکرایا، گرمی اور تنگدستی وغیرہ کی ساری مصیبتوں سے بے پرواہ ہو کر راہِ خدا میں نکل کھڑے ہوتے ہیں، یہی مسلمان کی شان ہے،

اسی طرح چندہ دینے میں نہ ہمت کا خیال کیا نہ حیثیت کا، خوب دل کھول کر چندہ پیش کیا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اٹھے اور جو کچھ گھر میں تھا حضورؐ کے قدموں میں لاکر ڈال دیا، حضورؐ نے دریافت

فرمایا کہ "بچوں کے لئے کیا چھوڑا!" حضرت صدیقؓ نے جواب دیا۔ "اللہ کافی ہے"

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو کچھ تھا اس کا آدھا حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دس ہزار دینار تین سو اونٹ اور ان کا سامان پیش کیا،

تیس ہزار کا ایک لشکر تیار ہو گیا، مگر کچھ مسلمان ایسے بھی تھے جن کا سامان نہ ہو سکا، لیکن جب لشکر روانہ ہوا تو فداکاروں کی یہ جماعت اپنی بے بسی پر رو رہی تھی،

جب لشکرِ اسلام اس مقام پر پہنچا تو وہاں کوئی بھی نہ تھا، کچھ دنوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف قیام فرمایا، آس پاس کی کچھ ریاستوں نے معاہدہ کر لیا، اور حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم خیریت سے مدینہ واپس تشریف لے آئے،

تم بھی خدمتِ اسلام کے وہ جذبات پیدا کرو کہ نہ مصیبتیں اُن کو مُردہ کر سکیں اور نہ طمع ان کو ٹھنڈا کر سکے، مال، دولت، اولاد، اقربا، سب ہیچ ہوں، جو کچھ تمہارے سامنے ہو وہ اللہ اور اس کا رسولؐ ہوں"

حج اسلام، ذی الحجہ ۹ ہجری

گذشتہ سال مکہ فتح ہو چکا ہے، اسلام کا کعبہ مسلمانوں کو

بدل چکا ہے، جس کی طرف رُخ کر کے وہ نماز پڑھتے تھے، اس سے پہلے عقل کے اندھوں نے اس کو بُت خانہ بنا رکھا تھا۔

اب وہ بتوں کی گندگی سے پاک ہو چکا، اس سال اسلامی احکام کے موافق حج ہوگا، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لے جا سکے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو قائم مقام بنایا گیا، اور تین سو صحابہؓ کے ساتھ حج کرانے کے لئے روانہ کر دیا، بعد کو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حکم پاکر اُن کے ساتھ جا ملے،

مکہ پہنچ کر اعلان کیا گیا۔

"آئندہ کوئی مشرک مسجد حرام میں نہ آ سکے گا، نہ ننگے بدن کوئی طواف کر سکے گا"

تنبیہ:۔ خانہ کعبہ ایک کمرہ ہے، تقریباً پندرہ گز لمبا چوڑا، اس کے گرد اگرد جو احاطہ ہے، اس کو مسجد حرام کہتے ہیں، اور مکہ اس شہر کا نام ہے جس میں خانہ کعبہ ہے،

سفرِ آخرت کی تیاری، سنہ ۱۰ھ

بڑے بڑے معرکے سر ہو چکے، اگرچہ اطمینان اب بھی نصیب نہیں، مگر خدا کے فضل سے مسلمان ایک مستقل حکومت کے مالک ہو گئے، عربی قبیلوں کے اسلام لانے کا سلسلہ حدیبیہ کی صلح کے بعد سے شروع ہو گیا تھا، مکہ فتح ہونے کے بعد تو اور بھی

زیادہ اسلام کا چرچا ہو گیا، اب اسلام کی مہک سے سارا عرب معطر ہو چکا ہے، ہر طرف سے عربوں کی ٹولیاں آ رہی ہیں، اور اسلام کی دولت سے مالا مال ہو کر جا رہی ہیں،

لیکن اسلام کی کامیابی اور دن دونی ترقی دیکھ کر تاڑنے والی نگاہیں تاڑ رہی ہیں کہ اب رُوحِ محمدی (فدا ہوں آپ پر ہمارے ماں باپ اور ہماری جانیں) دنیا میں زیادہ دن رہنا پسند نہ کرے گی، کیونکہ تشریف لانے کا جو مقصود تھا وہ پورا ہو چکا،

اسلامی تعلیم مکمل ہو گئی، دلوں کی زمین میں اسلام کا باغ لگ کر پھل لانے لگا، اسلام کا ایک مرکز قائم ہو گیا، خدا کا نور محفوظ ہو گیا، جو ہزاروں آندھیوں سے بھی نہیں بجھ سکتا، یعنی نبوت اور رسالت کا جو مقصد تھا وہ پورا ہو گیا،

جوں جوں اسلام کی ترقی ہو رہی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خشوع و خضوع، یادِ الٰہی زیادہ بڑھتا جاتا ہے، عمر کا تقاضہ ہے کہ آرام فرمائیں، مگر سردارِ انبیاء کو آرام سے کیا واسطہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یادِ خدا میں راتوں کھڑے رہنے سے پاؤں مبارک ورم کر آتے ہیں، دو تین دن بلا افطار کئے روزہ رکھنا امت کے واسطے منع ہے، مگر آخری رسول کی خاص عبادت ہے،

اگرچہ عمر ایسی زیادہ نہیں، مگر لگاتار پریشانیوں اور بے آرامیوں کے سبب سے کمزوری بہت زیادہ بڑھ گئی، آرام

نہ ملنے کا اثر آپ بدن مبارک پر بہت پڑنے لگا،

"تم اگر عاشق رسولؐ ہو تو محبوب کی ادا سیکھو"

حجۃ الوداع یعنی رخصتی حج

ذی الحجہ سنہ ۱۰ ھ

خدا کے سارے حکم پہنچا دیئے گئے، ان پر عمل کرا دیا گیا، صرف ایک فرض باقی رہ گیا، یعنی حج بیت اللہ، اس پر عمل کرانا باقی ہے، سنہ ۱۰ھ ذیقعدہ کا مہینہ آیا، عرب میں حج کا اعلان کرا دیا گیا، سب طرف سے لوگ آنے لگے، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مبارک سواری ۲۶، ذیقعدہ کو مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئی، شمع رسالت کے گرد اگرد ہزاروں پروانوں کا ہجوم ہے، باقی پروانے آتے جاتے ہیں، اور راستہ میں ملتے جاتے ہیں،

ایمان اور اسلام کے شہسواروں کا نورانی قافلہ ہے، جس کے سر پر سارے آقاؤں کے مشفق آقا کی رحمت کا چتر ہے، وہ اپنی خوش قسمتی پر اٹھلاتا ہوا چل رہا ہے،

ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ کی چوتھی تاریخ ہے، رحمت کا لشکر بلدِ حرام میں داخل ہو رہا ہے، مکہ کی زمین پاک قدموں کی برکت لے رہی ہے، اللہ کا گھر استقبال میں کھڑا ہے، کم و بیش ایک لاکھ صحابہ کا مجمع ہے،

قواعد حج کے موافق ۹ ذی الحجہ کو مقام عرفات پر یہ سب حضرات پہنچتے ہیں، گویا نور کا میلہ لگتا ہے۔ نورانی بزرگوں کا بادشاہ اپنی اونٹنی پر ایک تقریر فرماتا ہے، اس کا ایک ایک فقرہ دنیا کے لئے ترقی اور ہدایت کا سبق ہے، چند جملوں کا ترجمہ یہ ہے:-

اللہ اکبر، اللہ اکبر، خدائے واحد کے سوا کوئی معبود نہیں اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندہ کو کامیاب کیا، تن تنہا تمام دشمنوں کو پسپا کر دیا، وہی تعریف کا مستحق ہے۔ ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں، اسی سے مدد چاہتے ہیں، اسی سے مغفرت مانگتے ہیں، اور گواہی دیتے ہیں کہ اس اکیلے معبود کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کا بندہ اور پیغامبر ہے،

لوگو! میں تمھیں خوفِ خدا کی وصیت کرتا ہوں دیکھو! عورت چار چیزیں ہیں، خدا کے ساتھ کسیکو شریک نہ بناؤ، کسی کی ناحق جان نہ لو، زنا نہ کرو، چوری نہ کرو، اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور تمھارے بعد کوئی نئی امت نہیں،

کیا تم سنتے نہیں؟ لوگو سنو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو، پانچوں نمازیں پڑھو، رمضان کے روزے رکھو، زکوٰۃ ادا کرو، اسلامی حاکموں کی فرمانبرداری کرو،

اور اپنے رب کی جنت میں خوش خوش داخل ہو جاؤ،

لوگو: میری سنو! شاید تم اس کے بعد مجھے نہ دیکھو گے

اے لوگو! اپنی عورتوں پر تمھارا حق ہے اور ان کا تم پر، تمھارا حق عورتوں پر یہ ہے کہ وہ تمھاری آبرو کی حفاظت کریں، کوئی بدکاری عمل میں نہ لائیں، عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ خوش دلی سے کھانا کپڑا دو، عورت اپنے گھر سے شوہر کی اجازت کے بغیر کچھ خرچ نہ کرے،

دیکھو! عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، وہ خدا کی بندیاں ہیں، خدا نے تم کو اُن پر بڑائی دی ہے، عورتوں کے معاملہ میں خوف خدا سے کام لو،

اے لوگو، سنو! جہاد فی سبیل اللہ میں ایک شام یا ایک صبح پہنا بھی دنیا اور دنیا کی سب دولتوں سے بڑھ کر ہے،

اے لوگو، میری سنو: اور زندگی پاؤ، خبردار، ظلم نہ کرنا، کسی شخص کا بھی مال بغیر اس کی رضامندی کے لینا روا نہیں،

مسلمانو! خبردار! خبردار! میرے بعد گمراہ اور کافر مت ہو جانا کہ آپس میں گردنیں مارتے پھرو، میری سنو اور خوب سمجھو، یاد رکھو ہر مسلمان، ہر مسلمان

کا بھائی ہے، اور سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی
ہیں، دیکھو! آپس میں ظلم مت کرو، کسی کی آبرو مت
گراؤ، میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں،
جن کے ہوتے ہوئے تم کبھی گمراہ نہ ہوگے، بشرطیکہ
انھیں مضبوطی سے پکڑے رہو، وہ کیا ہیں؟ اللہ کی
کتاب اور اس کے نبی کی سنت،
اے لوگو! بتاؤ میں نے خدا کے احکام پہنچا دیئے؟
جب تم سے میری بابت سوال ہوگا تو کیا کہو گے؟"
سب نے جواب دیا:
"ہم لوگ گواہی دیں گے آپ نے پیغام پوری طرح
پہنچا دیا، امانت داری کردی، نصیحت میں کوتاہی نہیں کی"
اس پر آپؐ نے فرمایا:
"خدایا گواہ رہ، خدایا گواہ رہ، خدایا گواہ رہ"
پھر صحابہؓ کو مخاطب کرکے فرمایا،
"دیکھو! جو یہاں موجود ہیں وہ سب باتیں دوسروں
تک پہنچا دیں"
اسی موقع پر خدا کی طرف سے دین کے مکمل ہونے کی تصدیق
بھی نازل ہوگئی، یعنی خدا کا فرمان نازل ہوا، جس کا مطلب
یہ ہے:-

"آج تمھارا دین مکمل ہو گیا، تم پر خدا کی نعمت پوری ہو گئی، تمھارے دین سے خدائے تعالیٰ راضی ہو گیا"۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ،

آفتابِ اسلام مغرب میں!

خدا کا دین مکمل ہو گیا، انسانوں نے بہت کچھ گردنیں موڑیں آخر کار سارے عرب کی گردنیں ایک خدا کے سامنے جھک گئیں، اسلامی پاکیزگی دلوں میں بیٹھ گئی، کفر و شرک اور معصیت سے نفرت ہو گئی، نبی کا کام ختم ہو گیا، تو آخری پیغام کا انتظار تھا۔

۲۷ صفر سنہ ۱۱ھ کو سر مبارک میں درد شروع ہوا، بخار ہوا، تیز ہو گیا، بے چینی بڑھ گئی، کمزوری زیادہ ہو گئی، نماز کے لیے جانا بھی دوبھر ہو گیا، سہارے کے بغیر چلا نہ جاتا، رفتہ رفتہ یہ طاقت بھی نہ رہی، سترہ نمازیں گھر ہی میں ادا کیں،

اسی دوران میں فرمایا،

"تم سے پہلے قومیں گذر چکی ہیں جو نبیوں اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ کرتی تھیں، خدا کی اُن پر لعنت ہوئی، تم ایسا نہ کرنا"

۱۲ ربیع الاول پیر کی صبح کو کسی قدر سہولت ہوئی، حجرے کا پردہ اٹھایا، مسجد میں جماعت ہو رہی تھی، چہرۂ انور نمازیوں کو نظر پڑا،

گویا مقدس قرآن کا نورانی صفحہ تھا،

آپ نے پردہ چھوڑ دیا، پھر آہستہ آہستہ مسجد میں تشریف لائے، جماعت میں شریک ہوئے، صدیق اکبرؓ امام تھے، اُن کے پیچھے بیٹھکر آپ نے نماز ادا کی، مگر یہ آخری تشریف آوری تھی،

مگر افسوس یہ شکل آرام کی نہ تھی، یہ ایک آخری سنبھالا تھا، دوپہر کے وقت تکلیف بڑھی، پیاس کا غلبہ ہوا، مسواک فرمائی، اُمت کو آخری پیغام پہنچایا:-

اَلصَّلٰوۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ،	نماز، نماز، لونڈیوں اور غلاموں کے حقوق:

پھر روح نے خالق کی طرف رُخ کیا، محبوبِ حقیقی کو یاد کیا اور اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی[۱] پکارتے ہوئے عالمِ بالا کی طرف رخصت ہوگئی، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ،

صحابہ حواس باختہ ہوگئے، مدینہ میں تہلکہ مچ گیا، در و دیوار پر اُداسی چھاگئی، تختِ نبوت ہمیشہ کے لئے خالی ہوگیا، فرشتوں نے ماتم کیا، غیبی آوازوں نے تعزیت، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،

تم مقدس زندگی کے حالات پڑھ چکے، اب اُن کو سامنے رکھو اور دل سے کہو:-

---

ملک شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر میں اسی کو راجح کہا ہے ۱۲ منہ

طہ ۱ اے اللہ رفیق اعلیٰ کی رفاقت عطا فرما ۱۲ منہ

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ	"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں"

اور پھر تہہ دل سے پڑھو:۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

"خداوندا ہمیشہ ہمیشہ صلوٰۃ و سلام نازل فرما
اپنے محبوب پر جو ساری مخلوقات میں سب سے بہتر ہیں"

اب تم یہ پوچھو گے کہ اس مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کن عقائد کی تعلیم فرمائی؟ اس کا جواب دوسرے حصہ میں ملاحظہ فرمائیں،

وَاللّٰهُ الْمُعِیْنُ

دوسرا حصّہ

(۱)
خدا کے متعلق عقائد

سوال، مسلمانوں کو خدا کے متعلق کیا اعتقاد رکھنا چاہیے؟
جواب، یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ:۔

(۱) خدا ایک ہے، اور
(۲) صرف خدا ہی بندگی اور پوجا کے لائق ہے، اس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں، اور
(۳) اس کا کوئی شریک نہیں، کوئی ساجھی نہیں، کوئی اس کے برابر نہیں،
(۴) وہ ہمیشہ سے ہے، ہمیشہ رہے گا،
(۵) وہ خود سے ہے، کسی نے اس کو پیدا نہیں کیا، اس کے سوا جو کچھ ہے وہ اس کا پیدا کیا ہوا ہے،
(۶) نہ اُس کے ماں باپ ہیں، نہ بیٹا بیٹی، نہ رشتہ دار نہ مددگار وہ ایک حکم سے جو چاہتا ہے کر دیتا ہے،
(۷) وہ تمام عیبوں سے پاک ہے،

(۸) تمام خوبیاں اصل اس کی ہی ہیں، دنیا بھر میں جو کچھ خوبیاں ہیں وہ اس کی ہی دی ہوئی ہیں،

(۹) اس کو ایک ایک ذرہ کی خبر ہے، زمین یا آسمان کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں،

(۱۰) وہ بڑی طاقت اور قدرت والا ہے،

(۱۱) وہی مارتا ہے وہی جلاتا ہے، وہی تمام مخلوق کو روزی دیتا ہے، یعنی سب کچھ اسی کے حکم سے ہوتا ہے،

(۱۲) اس کی حقیقت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا، کیونکہ اس کی شان بہت بلند ہے، ہماری عقل گویا ایک ذرہ ہے، ذرہ یہی پہچان سکتا ہے کہ میری چمک دمک آفتاب کا صدقہ ہے، مگر وہ کیا جانے کہ آفتاب کیا ہے،

(۱۳) ہماری آنکھ آفتاب پر نہیں ٹھہر سکتی، اگر کسی کا نور آفتاب سے بھی ہزاروں لاکھوں بلکہ بے شمار درجے زیادہ ہو تو اس کو ہم کیسے دیکھ سکتے ہیں، یہی مثال خدا کے نور کی سمجھو، پس وہ ظاہر ہے، مگر ہماری آنکھ شپر (چمگادڑ) کی طرح اس کے نورانی دیدار سے بند لہذا وہ باطن ہے، خدا توفیق دے کہ ہم اس کا نور دیکھیں،

(۱۴) اس کا کوئی کنارہ نہیں،

(۱۵) اس کو کوئی جگہ گھیرے ہوئے نہیں، نہ گھیر سکتی ہے،

؏ لہذا کرسی یا عرش پر بیٹھنا، منتقل ہونا، چلنا پھرنا ان سب سے اس کی ذات پاک ہے،

(۱۶) وہ ہر جگہ ہے زمین، آسمان اور تمام مخلوق اس کے احاطہ میں ہے،

(۱۷) نہ وہ کسی چیز کے مشابہ نہ کوئی چیز اس کے مشابہ،

(۱۸) کیونکہ ہر چیز کا اوّل اور آخر ہے، اس کا نہ اوّل نہ آخر، ہر چیز محتاج وہ ہر حاجت سے پاک، ہر چیز پیدا کی ہوئی، اور وہ پیدا کرنے والا، وہ خود سے ہے، کسی نے اس کو پیدا نہیں کیا،

(۱۹) کھانا، پینا، اُٹھنا بیٹھنا، کھڑا ہونا، لیٹنا، سونا، جاگنا، لانبا چوڑا ہونا، موٹا یا پتلا ہونا، چلنا پھرنا، اُترنا، چڑھنا، حرکت کرنا، تھکنا، بیمار ہونا وغیرہ وغیرہ تمام مادّی جھگڑوں سے پاک ہے، کیونکہ یہ سب مخلوق محتاج کے جھگڑے ہیں، وہ نہ مخلوق نہ محتاج،

سوال، تو پھر خدا کے عرش پر ہونے کا کیا مطلب، اور خانہ کعبہ کو خدا کا گھر کیوں کہتے ہیں؟

جواب، مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں خدا سے خاص تعلق رکھتی ہیں جیسے مسجد کو خدا کا گھر کہتے ہیں، مگر کیا خدا اس میں بیٹھتا اُٹھتا ہے یا اس میں رہتا ہے،

(۲۰) سننا، کلام کرنا، دیکھنا، جاننا اس کی صفتیں ہیں، مگر چونکہ وہ محتاج نہیں، لہٰذا اس کو کان، زبان، آنکھ وغیرہ کسی آلہ یا عضو کی بھی ضرورت نہیں،

بہر حال وہ ایک، اس کی ذات ایک، اس کی شان نرالی، اس کی صفتیں انوکھی، اس کی حقیقت عقل کی پرواز سے بالا، اس کی

حقیقت عقل کی پرواز سے بالا، اس کی قدرت احاطہ سے باہر، اس کی طاقت بے پناہ، اس کی ہستی بے کنارہ،

وہ وہی ہے، وہی جانتا ہے کہ کیا ہے؟ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے؟ اتنا سب جانتے ہیں کہ ہے، کوئی عقل کا اندھا عیش کے وقت بھول جاتا ہے، مگر مصیبت کے وقت اس کا دل گواہی دیتا ہے کہ ہے، وہی، مصیبتوں کا دُور کرنے والا، وہی ہے عیش کا دینے والا، وہی ہے تعریفوں کا حقدار،

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

ترجمہ:۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، تنہا ہے، اس کا کوئی ساجھی نہیں ملک اسی کا ہے، تعریف اور شکر کا وہی مستحق ہے، بھلائی اسی کے قبضہ میں ہے، اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

سوال، مسلمانوں کے اور کیا عقیدے ہیں؟

جواب، فرشتوں پر، نبیوں پر، اُن کی لائی ہوئی کتابوں پر، اور قیامت پر، تقدیر پر اور مرنے کے بعد زندہ ہونے پر ایمان لانا

فرشتے

سوال، فرشتے کس کو کہتے ہیں ؟

جواب، فرشتے خدا کی پیدا کی ہوئی ایک نورانی مخلوق ہے، جو نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، اللہ کی یاد ہی ان کی غذا ہے، نور سے پیدا ہوئے، نہ مرد ہیں نہ عورت، ہمیں نظر نہیں¹ آتے، خدا کی نافرمانی اور گناہ نہیں کر سکتے، جن کاموں پر خدا نے مقرر فرما دیا انہی پر لگے رہتے ہیں،

سوال، اُن کے کام کیا کیا ہیں، جن میں وہ لگے رہتے ہیں ؟

جواب، مثلاً (۱) خدا کے حکموں کا بندوں تک پہنچانا،

(۲) دنیا کے جن کاموں پر اللہ نے مقرر فرمایا ہے اُن کو انجام دینا،

(۳) خدا کی یاد کرنا،

سوال، اُن کی گنتی کتنی ہے ؟

جواب، بہت زیادہ، اس کو خدا ہی خوب جانتا ہے، ہمیں معلوم نہیں

نبی، یا، رسول

سوال، نبی یا رسول کس کو کہتے ہیں ؟

---

¹ کیونکہ ہماری نظر مادی اور کثیف چیزوں کے دیکھنے کی عادی ہے،

جواب، نبی یا رسول خدا کا وہ پاک بندہ ہے جس کو خدا نے دنیا میں بھیجا ہو، تاکہ بندوں کو سچا مذہب سکھائے، سیدھی راہ سجھائے بُری باتوں سے روکے، اچھی باتیں بتائے،

سوال، نبی یا رسول کی شان کیا ہے؟

جواب، وہ خدا کے سچّے ماننے والے ہوتے ہیں، نہ کبھی اس کا شریک مانتے ہیں، نہ کفر کرتے ہیں، نہ خدا کا کبھی انکار کرتے ہیں، وہ سب سے زیادہ سچے ہوتے ہیں، سب سے زیادہ نیک، رحم دل، مہربان، مخلوق کے خیر خواہ، خدا کے حکم پر راضی رہنے والے، مصیبتوں پر صبر کرنے والے،

گناہ نہیں کرتے، جھوٹ نہیں بولتے، دھوکا نہیں دیتے دنیا کا کوئی خوف، یا کوئی لالچ اُن کو اپنے کام سے روک نہیں سکتا، وہ کسی سچے نبی کی توہین یا بے ادبی کبھی نہیں کرتے، خدا کے حکم پورے پورے پہنچا دیتے ہیں، نہ کمی زیادتی کرتے ہیں، نہ کوئی حکم چھپاتے ہیں،

عالی خاندان ہوتے ہیں، عالی حسب، عالی ہمت، وہ خدا کے حکم سے ایسی چیزیں دکھاتے ہیں، جو خدا کے سوا کسی کے قابو کی نہیں ہوتیں، تمام دنیا اُن سے عاجز ہوتی ہے، وہ نہ جادو ہوتا ہے، نہ شعبدہ بلکہ خدا کا حکم ہوتا ہے، جو نبی یا رسول کے ذریعہ ظاہر ہوتا ہے، ایسی چیزوں کو معجزہ کہتے ہیں،

سوال، معجزہ کیوں دکھایا جاتا ہے ؟
جواب، تاکہ لوگوں کو یقین ہو جائے کہ یہ واقعی خدا ہی کا بھیجا ہوا ہے، اور جو اسلام لا چکے ہیں اُن کے ایمان میں تازگی اور یقین میں زیادتی پیدا ہو،
سوال، نبی یا رسول خود ہو جاتا ہے یا خدا کے بنانے سے ؟
جواب، خدا کے بنانے سے، یعنی یہ مرتبہ صرف خدا کی دین اور اس کی بخشش ہے، آدمی کی کوشش اور ارادہ اس مرتبہ پر نہیں پہنچا سکتا،
سوال، کچھ نبیوں کے نام بتاؤ ؟
جواب، آدم علیہ السلام، نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، اسحٰق علیہ السلام، اسمٰعیل علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم،
سوال، کیا نبی یہی ہیں، یا اور بھی ہیں ؟ اور کتنے ہیں ؟
جواب، ان کے سوا اور بھی نبی ہوئے، مگر اُن سب کی تعداد اللہ ہی جانتا ہے، ہمیں معلوم نہیں، بیشک ایمان لانا سب پر واجب ہے،
سوال، سب سے پہلے نبی کون ہیں، اور سب سے آخری نبی کون ؟
جواب، سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام ہیں، اور سب سے آخری ہمارے نبیؐ اور رسولؐ، جن کا نام نامی ہے احمدؐ

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم (قربان ہوں آپ پر ہمارے ماں باپ
اور ہماری جانیں،

سوال، سب سے افضل اور سب سے بڑھے ہوئے رسول کون ہیں!
جواب، ہمارے سردار اور آقا ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم،
(رات دن خدا کی بے تعداد مہربانیاں ہوں آپؐ پر)
سوال، حضورؐ کے بعد کوئی نیا نبی یا رسول کیوں پیدا نہیں ہوگا؟
جواب، اس لئے کہ دین مکمل ہو چکا، خدا کی نعمت پوری ہو چکی،
سوال، ہمارے پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے کا مطلب
کیا ہے؟
جواب، یہ یقین کر لینا کہ آپؐ خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں، ساری
مخلوق سے افضل ہیں، آپؐ کے تمام حکم صحیح ہیں، آپؐ کی تعلیم
سچ اور درست ہے، ہماری عقل اس کو سمجھ سکے یا نہ سمجھ سکے،

خدا تعالیٰ کی کتابیں

سوال، خدا تعالیٰ کی کتابوں سے کونسی کتابیں مراد ہیں؟
جواب، وہ کتابیں جو خدا کی طرف سے نبیوں کو دی گئیں، جن میں
خدا کے احکام ہیں، مثلاً:۔
زبور، توراۃ، انجیل، قرآن شریف،
سوال، کیا یہی چار کتابیں خدا کی طرف سے اُتری ہیں یا اور بھی؟

جواب، بڑی کتابیں خدا کی طرف سے یہی اُتریں، اُن کے علاوہ چھوٹی چھوٹی کتابیں خدا کی طرف سے اور بھی اُتریں، مگر ان کا نام ونشان بھی اب نہیں رہا،

سوال، جو کتابیں اللہ کی طرف سے آئیں وہ اسی طرح ہیں یا ان میں لوگوں نے تبدیلیاں کر دیں؟

جواب، قرآن پاک کے سوا اور سب میں تبدیلیاں کر دیں، اصل کتابوں کا پتہ بھی نہ رہا، ہر کتاب کا ترجمہ در ترجمہ رہ گیا، اس میں بھی کچھ کا کچھ ہوتا رہتا ہے.

سوال، قرآن شریف کو اور کتابوں پر کیا فضیلت ہے؟

جواب، مثلاً (۱) اس کی عبارت اور جملے ایک معجزہ ہیں، یعنی اس درجہ کی پیاری اور عمدہ اور پُر مغز چھوٹی سے چھوٹی سورت بھی کوئی نہیں بنا سکا، نہ بنا سکتا ہے نہ بنا سکے گا،

(۲) یہ وہ کامل اور مکمل کتاب ہے، یعنی اس کے احکام ہر قوم اور ہر زمانہ کے مناسب بہت ہی خوبی کے ساتھ ہر زمانہ میں، ہر قوم کی ضرورت کو پورا کرنے والے پہلے مذہبوں اور پہلی کتابوں کے نقصان اور کمی سے پاک، اچھی باتوں کی تعلیم میں سب سے اعلیٰ، اس کی نظیر نہ ہوئی نہ ہوگی،

(۳) وہ محفوظ ہے، یعنی جب سے نازل ہوا آج تک اسی طرح ہے، ایک شوشہ کا بھی فرق نہیں ہوا ہزاروں لاکھوں حافظوں کے

سینے ہر زمانہ میں اس کی حفاظت کرتے رہے اور کر رہے ہیں، اور کرتے رہیں گے،

سوال، کیا حضورؐ کے بعد کوئی اور نبی بھی آئے گا؟

جواب، ہرگز نہیں،

سوال، کیوں؟

جواب، اس لئے کہ مکمل دین اور مکمل کتاب کے محفوظ ہوتے ہوئے نبی کی کوئی ضرورت نہیں، چنانچہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا نے نبوت کا خاتمہ کر دیا، اسی لئے آپؐ کا نام خاتم النبیین ہے

سوال، اچھا تبلیغ اور اصلاح کے لئے تو کسی نبی کو آنا چاہئے؟

جواب، اس کے لئے علمائے ربانی کافی ہیں، یعنی اللہ والے باعمل مولوی، اور جب معاذاللہ بڑے دجال کا فتنہ ہوگا جب کہ اصلاح اور دین کی حفاظت علماء کے بس میں نہ رہے گی، تو کوئی نیا نبی اس وقت بھی پیدا نہ ہوگا، بلکہ وہی عیسیٰ علیہ السلام، جو خدا کی قدرت سے بے باپ کے حضرت مریم علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوئے تھے، اور جو آسمان پر اٹھا لئے گئے، اور ابھی تک زندہ ہیں، وہی دنیا میں آسمان سے اتارے جائینگے، دجال کو قتل کریں گے، خدا کے دین کو غلبہ ہوگا، یہودی اور عیسائی تباہ ہو جائیں گے،

سوال، اس زمانہ میں اگر کوئی کہے کہ میں نبی ہوں تو اس کے متعلق

کیا حکم ہے ؟
جواب، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایسا شخص کافر ہے، دجال ہے،

تقدیر

سوال، تقدیر کسے کہتے ہیں ؟
جواب، ہر بات اور ہر اچھی اور بُری چیز کے لئے خدائے تعالےٰ کے علم میں ایک اندازہ مقرر ہے، اور ہر چیز کے پیدا کرنے سے پہلے خدائے تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے، خدائے تعالیٰ کے اس علم اور اندازہ کو تقدیر کہتے ہیں، کوئی اچھی یا بُری بات خدائے تعالیٰ کے اندازہ سے باہر نہیں،
(تعلیم الاسلام ج ۲ ص ۱۰)

فرائض اور احکام

سوال، اسلام کے کچھ فرائض اور احکام بیان کرو ؟
جواب، پانچوں وقت کی نماز باجماعت، رمضان شریف کے روزے، باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے پر زکوٰۃ، مقدور ہو تو حج، جہاد،

———

جہاں تم رہو اسلامی حکومت کا جھنڈا لہراؤ،
اپنی قوم اور اپنے ملک کو غیروں کے قبضہ
سے آزاد رکھو،
جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے،

سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں، ماں باپ کی
فرمانبرداری جنت کا صدر دروازہ ہے،
ان کی نافرمانی بہت بڑا گناہ ہے،

جو رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے گا
خدا اس سے اچھا سلوک کرے گا، بدسلوک
سے خدا بھی برا سلوک کرے گا،
اگر رشتہ دار بدسلوکی کرے تو تم اچھا سلوک
کرو، پڑوسیوں پر شفقت کرو، خلاف مزاج
باتوں کو نبھاؤ، اور درگذر کرو،

سب سے اچھا وہ ہے جس سے لوگوں کو
زیادہ نفع پہونچے،
غریبوں، بیکسوں، یتیموں سے پوری پوری

ہمدردی کرو، دشمنوں سے ایسا سلوک کرو کہ وہ تمہارے دوست ہو جائیں،
غیر مسلموں سے ایسے اخلاق برتو کہ وہ گرویدۂ اسلام ہو جائیں،
تمام جان داروں پر رحم کرو،
سچائی نجات ہے، جھوٹ ہلاکت ہے،
گالی گلوچ بدکاری ہے،
شراب ناپاک ہے، جُوا نجاست ہے،
چور کے ہاتھ کاٹ ڈالو[ع]، زنا کی سزا سنگساری ہے
تصویر اور مورتی دونوں برابر ہیں، جس مکان میں ہوں گی رحمت کے فرشتے نہ آئیں گے،
گانا بجانا شیطانی چیزیں ہیں،

کسی کے پیچھے کوئی ایسی بات یا ایسا کام مت کرو جو اس کو ناگوار ہو، یہ غیبت ہے،
غیبت مُردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے،
جھوٹی گواہی کو شرک کے برابر بتایا گیا ہے:

[ع] یعنی جہاں اسلامی حکومت ہو اور احکاماتِ اسلامی پر عمل بھی ہو تو وہاں یہ حکم ہے،

حسد، بغض، کینہ کپٹ نیک کاموں کے لئے
دیا سلائی ہیں،
خیانت، آتشِ دوزخ کا داغ ہے،
سود خوار کو خدا کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے،
اگر اونٹ سوئی کے ناکہ میں گھس سکتا ہے تو
مشرک بھی جنت میں جا سکتا ہے،
محبت، رحم، کرم، انصاف، بہادری، خودداری،
غیرت، سادگی، حیاء، شرم، بلند ہمتی، ایمان
کے اصلی جوہر ہیں،
دستکاری انبیاءؑ کی سنت ہے،
سچا، امانتدار تاجر جنت میں انبیاء اور شہداء
کے ساتھ ہوگا،
علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے،
طالب علم اگر مرجائے تو شہید ہے:

تمام شد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا خلاصہ ایک نظر میں

ولادت باسعادت: ۹ ربیع الاوّل بروز دو شنبہ (پیر) مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء

عرب میں یہ سال "عام الفیل" کے نام سے مشہور ہے،

حضرت خدیجہؓ سے نکاح بعمرِ ۲۵ سال، خدیجہؓ کی عمر ۴۰ سال،

نبوت سے پہلے چالیس سال مکہ معظمہ میں اس طرح گذارے کہ مشرکین نے آپؐ کو امین اور صادق کا خطاب دیا،

چالیس سال کی جب عمر مبارک ہوگئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو نبوت کا تاج پہنایا گیا اور غارِ حرا میں پہلی وحی کا نزول ہوا،

رسول بننے کے بعد تیرہ سال تک مکہ معظمہ میں اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ فرماتے رہے، تبلیغ کے نتیجہ میں مشرکینِ مکہ آپؐ کے مخالف ہوگئے، اور طرح طرح کی تکالیف اور ایذائیں پہونچائیں،

جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا، مدینہ منورہ پہونچ کر آپؐ دس سال وہاں قیام فرمارہے اور وہیں ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی،

احکاماتِ اسلام کا خلاصہ

بعد از ہجرت

سنہ ۱ھ - مسجد نبوی کی تعمیر، اذان کی مشروعیت، فرضیتِ جہاد،
سنہ ۲ھ - تحویلِ قبلہ، فرضیتِ روزۂ رمضان، فرضیتِ زکوٰۃ، غزوۂ بدر،
سنہ ۳ھ - حرمتِ شراب، واقعہ بیر معونہ، امام حسنؓ کی ولادت، غزوۂ اُحد،
سنہ ۴ھ - غزوۂ بدر ثانی، امام حسینؓ کی ولادت، زید بن ثابتؓ کو یہود کی زبان سیکھنے کا حکم،
سنہ ۵ھ - فتنۂ منافقین، واقعہ افک، فرضیتِ حج، غزوۂ دومۃ الجندل، غزوۂ بنی مصطلق، قصۂ افک، غزوۂ احزاب یا خندق، صلوٰۃ الخوف،
سنہ ۶ھ - بیعتِ رضوان اور صلح حدیبیہ، شاہانِ عرب و عجم کو دعوتِ اسلام،
سنہ ۷ھ - عمرۂ قضاء، فتح خیبر،
سنہ ۸ھ - غزوۂ موتہ، فتح مکہ، غزوۂ حنین، صاحبزادہ حضرت ابراہیمؑ کی ولادت،
سنہ ۹ھ - غزوۂ تبوک، مسجد ضرار کا واقعہ، صدیق اکبرؓ تین سو صحابہ کے ساتھ حج کو تشریف لے گئے،
سنہ ۱۰ھ - حجۃ الوداع، آپ کیساتھ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابۂ کرام کا حج، تکمیلِ دین کا مژدہ،
سنہ ۱۱ھ - مرض الوفات کی ابتداء، ۲۸ صفر بروز بدھ، دردِ سر سے ۶۳ سال کی عمر میں ۱۲ ربیع الاوّل بروز دوشنبہ (پیر) چاشت کے وقت رفیقِ اعلیٰ سے جاملے، اِنَّا لِلّٰہِ الخ

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

کتابت، طباعت بہترین اور عمدہ، قیمت مناسب اور واجبی
زبدۃ المناسک
حضرت گنگوہی
اعمالِ قرآنی مکمل عکسی
حضرت تھانوی
حقوق الاسلام عکسی
حضرت تھانوی
اصولِ اسلام
مفتی کفایت اللہ
ارشادات
شیخ الاسلام مولانا مدنی
ڈاڑھی کا شرعی حیثیت
از حضرت مدنی
سلمان فارسی اور ان کا اسلام
مولانا اعزاز علی
فضائل قرآن عکسی
از شیخ الحدیث
فضائل درود شریف
شیخ الحدیث مدظلہ
فضائل تبلیغ عکسی
شیخ الحدیث مدظلہ
فضائل نماز عکسی
شیخ الحدیث مدظلہ
فضائل رمضان عکسی
شیخ الحدیث مدظلہ
جنت کی ضمانت
از مولانا احمد سعید
صلوٰۃ وسلام
مولانا احمد سعید دہلوی
اسلام اور تجارت
مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی
نصائح رسول کریم
مولانا عاشق الٰہی بلند شہری
تحفۃ الصیام
مع
فضائل الشہور والایام
معلم الدین عکسی
جدید ایڈیشن مع اضافہ جدیدہ
تعلیم النساء عکسی
عورتوں کی ضروری مسائل کا مجموعہ
مسنون مقبول دعائیں
عکسی
معین الحجاج عکسی
تعلیمات اسلام
قرآن کی فضیلت عکسی
چہل حدیث عکسی
طریقہ حج عکسی
طریقہ عمرہ عکسی
اور
دیگر کتب خانوں کی مذہبی کتابیں اور ہمارے مکتبہ کے خوشنما عکسی بغدادی نورانی قاعدے
ملنے کا پتہ
مکتبہ رشیدیہ قاری منزل آرام باغ اسٹریٹ متصل پاکستان چوک کراچی